تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم | ۱۱/ فروری ۱۹۹۸ء | مدیر : حافظ عاکف سعید

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب

حیات اقبال کا ایک روشن باب۔ (ماخوذ از: اقبال کے حضور میں' از سید نذیر نیازی)

قرآن مجید دل کے راستے سے شعور میں داخل ہوتا ہے۔ یہ حقیقت یوں سمجھ میں آئے گی کہ کالج میں میری تعلیم کا ابتدائی زمانہ تھا' میرا معمول تھا کہ ہر روز نماز فجر کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتا۔ اس دوران والد ماجد بھی مسجد سے تشریف لے آتے اور مجھے تلاوت کرتا دیکھ کر اپنے کمرے میں چلے جاتے۔ میں کبھی ایک منزل ختم کر چکا ہوتا کبھی کم۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ والد ماجد حسب معمول مسجد سے واپس آئے' میں تلاوت میں مصروف تھا مگر وہ جیسے کسی خیال سے میرے پاس بیٹھ گئے۔ میں تلاوت کرتے کرتے رک گیا اور منتظر تھا کہ مجھ سے کیا ارشاد فرماتے ہیں' کہنے لگے "تم کیا پڑھا کرتے ہو؟" مجھے ان کے اس سوال پر نہایت تعجب ہوا بلکہ ملال بھی۔ انہیں معلوم تھا میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا ہوں' بہرحال میں نے مودبانہ عرض کیا: "قرآن پاک"۔ کہنے لگے "تم جو کچھ پڑھتے ہو سمجھتے بھی ہو؟" میں نے کہا "کیوں نہیں؟ تھوڑی بہت عربی جانتا ہوں' کچھ نہ کچھ سمجھ لیتا ہوں"۔ انہوں نے میرا جواب خاموشی سے سنا اور اٹھ کر کمرے میں چلے گئے۔ میں حیران تھا آخر اس سوال سے ان کا مطلب کیا ہے؟ کچھ دن گزر گئے اور یہ بات جیسے آئی گئی ہو گئی لیکن اس واقعہ کو چھٹا روز تھا کہ صبح سویرے میں حسب معمول قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا' والد ماجد مسجد سے واپس آئے اور میں نے تلاوت ختم کی تو انہوں نے مجھے بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر بڑی نرمی سے کہنے لگے: "بیٹا قرآن مجید وہی سمجھ سکتا ہے جس پر اس کا نزول ہو" مجھے تعجب ہوا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن پاک کیسے کسی پر نازل ہو سکتا ہے؟ معلوم ہوتا ہے وہ میرے دل کی بات سمجھ گئے ہوں گے' کہنے لگے: "تمہیں کیسے یہ خیال گزرا کہ اب قرآن مجید کسی پر نازل نہیں ہو گا۔ کیوں نہ تم اس کی تلاوت اس طرح کرو جیسے تم پر یہ نازل ہو رہا ہے' ایسا کرو گے تو یہ تمہاری رگ و پے میں سرایت کر جائے گا"۔ میں ہمہ تن گوش والد ماجد کی بات سنتا رہا بلکہ اپنے آپ کو تیار کر رہا تھا کہ قرآن مجید کی ایسے ہی تلاوت کروں جیسے ان کا ارشاد ہے کہ انہوں نے کہا: "سنو! اللہ تعالیٰ کا ارادہ عالم انسانیت کو جس معراج کمال تک پہنچانے کا تھا اس کا آخری اور کامل و مکمل نمونہ ہمارے نبی اکرم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ستودہ صفات میں ہمارے سامنے پیش کر دیا۔ لہٰذا ہم کہیں گے کہ آدم علیہ السلام سے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک کہ آپؐ خاتم الانبیاء ہیں' جتنے بھی نبیؑ مبعوث ہوئے ان میں سے ہر ایک کا گزر مدارج محمدیہؐ ہی سے ہو رہا تھا۔ وہ گویا ایک سلسلہ تھا جس کا خاتمہ ذات محمدیہؐ کی تشکیل پر ہوا"۔

حضرت علامہ کہنے لگے "والد ماجد نے پھر خود ہی اپنے اس ارشاد کی تشریح کی' انہوں نے کہا: "شعور انسانی کی تکمیل کے ساتھ ساتھ بالآخر جب وہ مرحلہ بھی آ گیا کہ زندگی اپنے مقصود کو پالے تو وہ ذات محمدیہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' باب نبوت بند ہوا' انسانیت اپنے معراج کمال کو پہنچی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسوہ حسنہ و کاملہ ہی ہر اعتبار سے ہمارے لئے حجت' مثال اور نمونہ ٹھہرا' اب جتنا بھی کوئی اس رنگ میں رنگتا چلا جائے گا اتنا ہی قرآن مجید اس پر نازل ہوتا رہے گا۔ یہ مطلب تھا میرے اس کہنے کا کہ قرآن مجید اس کی سمجھ میں آ سکتا ہے جس پر اس کا نزول ہو"۔

شمارہ: 5 قیمت: 2 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

عاکف سعید

اٹھو' وگرنہ حشر نہیں ہو گا پھر کبھی!

امیر تنظیم اسلامی اور داعی تحریک خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے عید الفطر کے عظیم اجتماع سے اپنے مختصر خطاب میں اس بات پر زور دیا کہ حالات کی نزاکت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر درد مند مسلمان پاکستان میں غلبہ و اقامت دین' یا بالفاظ دیگر نظام خلافت کے احیاء کیلئے میدان عمل میں نکل آئے اور اس اہم دینی فریضے کی ادائیگی کیلئے کسی بھی دینی جماعت میں کہ جو اقامت دین کے عظیم مقصد کیلئے سرگرم عمل ہو' بلاتاخیر شامل ہو جائے۔ "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ" کے پرعزم نعروں اور پاکستان کو "ایک مثالی فلاحی اسلامی ریاست" بنا دینے کے وعدوں پر حاصل کئے گئے اس ملک میں ۵۲ سال گزرنے کے بعد بھی اسلام کو غالب و نافذ نہ کرنا ایک ایسا المیہ اور مسلمانان پاکستان کا وہ جرم عظیم ہے جو اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اسی "قومی جرم" کی سزا کی پہلی قسط سقوط مشرقی پاکستان کے ذلت آمیز سانحہ کی صورت میں ہمیں مل چکی ہے اور اس کے بعد سے آج تک ملت اسلامیہ پاکستان کی نیا مسلسل بحرانوں کے گرداب میں گرفتار ہے۔

اسے حسن اتفاق کہئے یا کوئی اور نام دیجئے کہ جماعت اسلامی کے امیر جناب قاضی حسین احمد نے بھی اپنے خطاب عید میں اسی سے ملتی جلتی بات کی ہے۔ انہوں نے بھی حالات کی نزاکت کے حوالے سے قوم کو للکارا اور میدان عمل میں نکلنے کی دعوت دی۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کی پکار میں اصل زور' حسب سابق' موجودہ حکومت کو گرانے کے حوالے سے تھا۔ شاید ان کی دانست میں موجودہ حکومت ہی سارے فساد کی اصل جڑ ہے اور اس حکومت کے خاتمہ کے ساتھ ہی اسلامی انقلاب کی راہ از خود ہموار ہو جائے گی۔ واللہ اعلم۔ بہرکیف انہوں نے بھی اپنے خطبہ عید میں پوری قوم کو میدان عمل میں نکلنے کی دعوت دی ہے جو کہ خوش آئند ہے۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہمارا صنعتی شعبہ ہو یا زرعی' اقتصادی میدان ہو یا معاشی' ہر شعبے میں ہمارا گراف اوپر کی طرف جانے کی بجائے نیچے کی جانب آیا ہے۔ موجودہ مسلم لیگی حکومت جسے زمام اقتدار سنبھالے اب ایک برس ہونے کو آیا ہے' آغاز میں ایک "نجات دہندہ" کے روپ میں نظر آتی تھی اور جس سے بے شمار خوشنما توقعات وابستہ کر لی گئی تھیں' تاحال کوئی ٹھوس مثبت تبدیلی لانے اور عوام کی توقعات پر پورا اترنے میں انتہائی ناکام رہی ہے۔ اس داخلی زبوں حالی پر مستزاد وہ سنگین خارجی حالات ہیں جن سے ہم بحیثیت قوم دوچار ہیں۔ ماضی قریب میں اس خطے کے ضمن میں امریکی پالیسی میں جو نیا ٹرن آیا ہے وہ اب کوئی راز نہیں رہا۔ امریکہ اس بات پر تلا ہوا ہے کہ وہ پاکستان کو بھارت کے سامنے سر جھکانے پر مجبور کرے۔ کشمیر کے معاملے میں بھارت کے بے لچک رویئے کو دیکھتے ہوئے خود امریکہ کشمیر کے بارے میں اپنی پالیسی کو بدلنے پر مجبور ہوا ہے۔ بھارت کو ہر قیمت پر راضی رکھنا اور اس خطے میں اسے اپنے مفادات کا محافظ بنا کر کھڑا کرنا اس کی اولین ترجیح ہے۔ یہی نہیں' خود بھارت میں اب متعصب ہندو سیاسی گروپ یعنی بی جے پی اب ایک بہت بڑی سیاسی قوت کے طور پر ابھر کر سامنے آ چکی ہے جس کے ایجنڈے میں سرفہرست پاک بھارت تقسیم کا خاتمہ ہے۔ گو بھارت نے پاکستان کو ایک دن کے لئے بھی ذہنی طور پر قبول نہیں کیا لیکن جس طرح کوئی لگی لپٹی رکھے بغیر بی جے پی تقسیم کے خاتمے اور پاکستان کو مٹانے کے نعرہ کے ساتھ میدان سیاست میں آئی ہے اس کی کوئی مثال پچھلی ۵۰ سالہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور آئندہ الیکشن میں اس کی کامیابی ایک نوشتہ دیوار کی حیثیت اختیار کر چکی ہے —— ان حالات میں امیر تنظیم اسلامی کا یہ فرمانا بالکل بجا ہے کہ "ففروا الی اللہ" کے مصداق ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم دائیں بائیں کوئی اور سہارا تلاش کرنے کی بجائے اور امریکہ یا کسی اور دنیوی قوت سے آس لگانے اور ان سے رحم کی بھیک مانگنے کی بجائے اللہ کے دامن رحمت میں پناہ ڈھونڈیں۔ اللہ کی جناب میں رجوع کریں' قومی سطح پر اللہ کے ساتھ جس عہد شکنی کا ارتکاب اب تک ہم سے ہوتا رہا ہے اس پر استغفار کریں اور اس کی تلافی کے طور پر اب ملت اسلامیہ پاکستان کو اسلام کا حقیقی گہوارہ بنانے اور یہاں نظام خلافت کے احیاء کیلئے سرگرم عمل ہو جائیں۔

امیر تنظیم اسلامی نے اس بات پر خصوصی زور دیا کہ قوم کو گریز اور فرار کی موجودہ روش ترک کر کے اب حقیقت پسندانہ رویہ اپنانا ہو گا۔ اگر مسلمانان پاکستان اسی انتظار میں رہے کہ پہلے تمام دینی جماعتیں باہم متحد ہو جائیں تب وہ غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد میں شریک ہوں گے' تو یہ انتظار انہیں ہلاکت و تباہی سے دوچار کر دے گا۔ ڈوبتی کشتی کو بچانے میں تساہل اور تاخیر سے کام لینا ہرگز دانشمندی نہیں ہے۔ یہ کشتی اگر ڈوب گئی تو سب کو لے کر ڈوبے گی —— لہٰذا ہر پاکستانی مسلمان کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ دین کے غلبہ و اقامت کے لئے اور اسلامی نظام کے قیام کی خاطر کسی نہ کسی ایسی دینی تحریک میں بلاتاخیر شامل ہو جائے جو اسی مقصد عظیم کے حصول کے لئے سرگرم عمل ہو۔ اگر یہ دینی جماعتیں خلوص و اخلاص کے ساتھ اقامت دین کے نصب العین کی طرف پیش قدمی کریں گی تو نہ صرف یہ کہ ان کی سعی و جہد کے نتائج بھی مجموعی طور پر ظاہر ہوں گے بلکہ اللہ سے امید ہے کہ وہ جلد یا بدیر ان سب کو جمع کر دے گا —— بہرکیف جب تک ہم میں سے ہر فرد اپنی جگہ اپنی اس ذمہ داری کو محسوس نہیں کرے گا اور آمادۂ عمل نہ ہو گا اس وقت تک کسی مثبت تبدیلی کی خواہش خود فریبی سے کم نہیں ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

غلبہ دین کی جدوجہد میں عملی شرکت ہر کلمہ گو مسلمان کا دینی فریضہ ہے

اللہ کے نیک بندوں کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور بڑائی کو منوائیں اور نافذ کرائیں

کتاب ربانی کی حامل قوم بھی اگر ہدایت آسمانی کے مطابق اپنے تنازعات کے فیصلے نہ کرے تو.....

دینی فرائض ماہ رمضان میں محض ایک دفعہ قرآن پڑھنے اور سننے سے پورے نہیں ہو جاتے

قرآن مجید طالب ہدایت کے لئے بڑی واضح، سلیس اور آسان کتاب ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں عیدالفطر کے موقع پر امیر تنظیم اسلامی کے خطبہ کا خلاصہ

عید کی نماز در حقیقت شکرانے کی نماز ہے جو روزہ کی عظیم عبادت کی تکمیل کے بعد خوشی اور مسرت کے دن ہم ادا کرتے ہیں۔ اسی حوالے سے قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے کہ ﴿ولتکملوا العدہ ولتکبروا اللہ علی ماھداکم ولعلکم تشکرون﴾ ترجمہ: "اور تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کرو ــــ اور تاکہ تم اللہ کی تکبیر کر سکو اس ہدایت پر جو اس نے تمہیں عطا فرمائی اور تاکہ تم اس کا شکر ادا کر سکو"۔ تکبیر رب کی اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگرچہ بڑا ہے لیکن اس کی بڑائی دنیا میں تسلیم نہیں کی جا رہی۔ اگرچہ پوری کائنات میں اس کی بڑائی اور کبریائی نافذ ہے مگر زمین پر بغاوت اور فساد برپا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کا منصب عطا کیا تھا مگر یہ دنیا میں حاکم اور مختار مطلق بن بیٹھا ہے۔ لہٰذا ایک بغاوت عظیمہ ہے جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے: "ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس"

اللہ کے نیک اور وفادار بندوں کا اولین فرض ہے کہ وہ خدائی حاکمیت کے خلاف اس بغاوت کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ نظام عدل و قسط نافذ کریں' اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا نہ صرف اعلان کریں بلکہ اس کی کبریائی منوائیں اور اسے نافذ کرائیں۔ "لتکبروا اللہ" کے قرآنی حکم پر عمل ہمارا ایمانی فریضہ ہے۔ اسی فریضے کی تکمیل کے لئے ہمیں روزہ جیسی عظیم عبادت عطا کی گئی ہے جو دراصل ہماری تربیت اور ٹریننگ کا موثر ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سورۂ بقرہ کے ۲۳ویں رکوع میں روزہ کے احکام ہیں جبکہ ۲۴ویں رکوع میں جہاد کے احکام وارد ہوئے ہیں۔ "جہاد کی اصل غرض و غایت یہی ہے کہ اللہ کے باغیوں اور غداروں کے خلاف جنگ کی جائے۔ گویا روزہ کے ذریعے حاصل کردہ تقویٰ کی قوت اور روحانی طاقت کو اللہ کے دین کے غلبہ کی جدوجہد میں صرف کرنا ہے۔ دین کے فرائض اور تقاضے محض ماہ رمضان میں ایک دفعہ قرآن پاک پڑھنے اور سننے سے پورے نہیں ہو جاتے بلکہ ہمیں قرآن کے عطا کردہ نظام کو عملاً انفرادی و اجتماعی سطح پر نافذ و غالب کرنا ہو گا۔ دین و شریعت اس لئے دیئے گئے ہیں تاکہ لوگ عدل و انصاف پر قائم ہو جائیں۔

زبان سے اللہ تعالیٰ کی کبریائی کو تسلیم کرنا پہلا قدم ہے' جبکہ اپنی زندگی میں عملی طور پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو

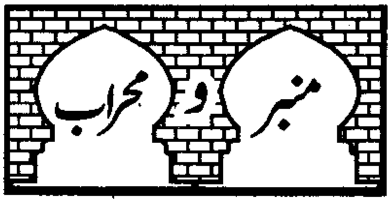

نافذ کرنا اس جدوجہد کا دوسرا مرحلہ ہے' اور اس سے اگلا مرحلہ یہ ہے کہ پورے ملک کا اجتماعی نظام اور ملکی دستور و قانون سارے کا سارا قرآن کے تابع ہو جائے۔ قرآن کے عادلانہ نظام کو غالب و نافذ کرنے کیلئے تن' من دھن لگانا رمضان المبارک کے اجتماعی پروگرام کا اصل حاصل ہے۔

اللہ کا حق شکر کیسے ادا کیا جا سکتا ہے؟ امام راغب اصفہانی نے "شکر" کے تین مراتب بیان فرمائے ہیں ایک "شکر بالقلب" ہے۔ یعنی انسان یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر کتنا بڑا احسان کیا ہے۔ پھر زبان سے اللہ کا شکریہ ادا کرے۔ اس کے بعد شکر بالجوارح کا مرحلہ آتا ہے یعنی انسان اپنے پورے وجود سے اللہ تعالیٰ کے احسانات کا حق ادا کرے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظیم ترین نعمت یعنی قرآن کی عظمت کو کماحقہ نہیں سمجھ سکتا' لہٰذا سورۃ الحشر میں اسے ایک مثال کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے' فرمایا "اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ خشیت الٰہی سے وہ پہاڑ دب جاتا اور پھٹ پڑتا' یہ مثالیں ہیں جو ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ ان پر غور و فکر کریں۔"

زبان سے شکر ادا کرنے کے لئے مناسب ترین الفاظ خود اللہ تعالیٰ نے ہمیں تلقین فرما دیئے ہیں۔ سورۃ الکہف کی پہلی آیت میں فرمایا: "تمام شکر اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی جس میں کوئی کجی نہیں ہے۔" یہ بڑی واضح، سلیس اور آسان کتاب ہے۔

تیسرا مرحلہ ہے پورے وجود سے قرآن مجید کی نعمت عظمیٰ پر شکر کی ادائیگی کا۔ قرآن مجید کا فتویٰ تو یہ ہے کہ جس قوم کو اللہ تعالیٰ نے کتاب ہدایت عطا کی ہو مگر اس کے باوجود وہ قوم کتاب الٰہی کے مطابق فیصلے نہ کرے تو در حقیقت یہی قوم کافر' ظالم اور فاسق ہے۔ آج اجتماعی سطح پر پوری امت مسلمہ پر قرآن کا یہ فتویٰ پوری طرح صادق آ رہا ہے۔ دنیا کا کوئی اسلامی ملک ایسا نہیں ہے جس میں قرآن کا مکمل نظام نافذ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آج امت مسلمہ ذلیل و خوار ہو رہی ہے ؎

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخی فرشتہ ہماری جناب میں

اور ؎

رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

ہم نے چونکہ اللہ کے دین کو نافذ نہیں کیا لہٰذا ہم اللہ کی نگاہ میں کافروں سے بھی بڑے مجرم ہیں اس لئے کہ وہ تو قرآن کو مانتے ہی نہیں' جبکہ ہم تو قرآن کو اللہ کی لاریب کتاب تسلیم کرنے کے باوجود اپنی عملی زندگی میں اسے امام اور

پیشوا ماننے کو تیار نہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ قرآن ایک مکمل نظام حیات یعنی "عدل اجتماعی" لے کر آیا ہے' صرف قانون ہی نہیں بلکہ پورا نظام اجتماعی۔ قرآن حکیم یہود و نصاریٰ سے کہتا ہے کہ "تم کسی بنیاد پر نہیں ہو جب تک کہ تم تورات اور انجیل کو اور جو کچھ ہم نے تمہاری طرف نازل کیا' اسے قائم و نافذ نہیں کرتے"۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ان سے صاف کہہ دیا کہ ہماری نگاہ میں تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے' تم دعائیں کرو گے ہم انہیں واپس تمہارے منہ پر دے ماریں گے' جب تک تم تورات اور انجیل کو قائم نہیں کرتے۔ آپ اسی تناظر میں اپنا جائزہ لیجئے۔ گویا قرآن ہمیں بھی یہی کہہ رہا ہے کہ "اے اہل قرآن! تمہاری کوئی حیثیت نہیں جب تک تم قرآن کے اس نظام کو عملاً نافذ نہیں کرتے جو ہم نے تمہیں عطا کیا"۔ اس رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو قیام پاکستان کو ۵۲ سال کا عرصہ مکمل ہو چکا ہے۔ مگر قرآن کا نظام کہیں نظر نہیں آتا' نہ ہی قانون شریعت کہیں موجود ہے۔ ع

"دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا" کے مصداق حالات بڑی تیزی کے ساتھ تبدیل ہو رہیں۔ ایک جانب اس وقت امریکہ کی گلوبل پالیسی یہ ہے کہ پاکستان کو بھارت کا طفیلی بنا دیا جائے اور اسے بھارت کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا جائے۔ دوسری طرف بھارت میں بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت کے قیام کا قوی امکان نظر آ رہا ہے جس کا پہلا ایجنڈا پاک بھارت تقسیم کا خاتمہ ہے۔ ایک طرف مغرب سے امریکہ کی گلوبل پالیسی کا سیلاب آ رہا ہے تو دوسری جانب مشرق سے بی جے پی کی حکومت کے قیام کا اُمڈتا ہوا سیلاب ہے۔ اگرچہ موجودہ حکومت داخلی طور پر بظاہر بہت مضبوط ہے اور اس نے بڑے مینڈیٹ کے ساتھ ساتھ اپنے اقتدار کے استحکام کے لئے کئی دیگر اقدامات بھی کر لئے ہیں لیکن اس کے باوجود اے این پی کے ساتھ اس کے خفیہ معاہدے کا کچھ سراغ نہیں مل رہا' اسی طرح ایم کیو ایم سے کیا وعدے کر رکھے ہیں' امریکہ بہادر سے کیا وعدے کر رکھے ہیں' بھارت سے کیا وعدے کئے گئے ہیں' کشمیر کے بارے میں کوئی کیمپ ڈیوڈ معاہدہ ہونے والا ہے؟ یا اسی طرز کا کوئی اور معاہدہ ہونے والا ہے' اسی طرح کی افواہوں سے ملک کی فضا پر بے یقینی کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ ملک کی معاشی ابتری تو ہر کس و ناکس کے سامنے ہے ہی۔

پاکستان دنیا کے دیگر ممالک کی طرح کا ایک ملک نہیں ہے۔ پاکستان کا "نزول" قرآن کے ساتھ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو ہوا ہے۔ پاکستان ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی عظیم امانت ہے لیکن نصف صدی سے بھی زائد عرصہ تک ہم نے مسلسل خیانت کا معاملہ اختیار کر رکھا ہے۔ مگر اب حالات کا تقاضا ہے کہ "ففروا الی اللہ" کے مصداق ہمیں اللہ کی طرف دوڑنا ہو گا' اس کی جناب میں رجوع کرنا ہو گا۔ یہ دوڑنا اور رجوع کرنا کیسے ہو گا؟ ہر مسلمان یہ طے کر لے کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کسی نہ کسی دینی جماعت میں لازماً شریک ہو۔ اس لئے کہ اگر ہم یہاں اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ دین قائم نہیں کرتے تو ہماری عبادت' عبادت نہیں بن سکتی۔ مرحوم ضیاء الحق کو یہ نعت بہت پسند تھی "کوئی سلیقہ ہے زندگی کا نہ بندگی میری بندگی ہے"۔ کہاں کی بندگی؟ قرآن تو کہتا ہے۔ ہر جماعت اپنے طریقے کار پر خلوص و اخلاص سے کام کرتی رہے' اگر مقصد اللہ کے دین کا غلبہ ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں آج نہیں تو کل لازماً جمع کر دے گا۔ لیکن اگر خدانخواستہ ہم دنیا میں جمع نہ بھی ہو سکے تب بھی ہم اللہ کی عدالت میں تو لازماً اکٹھے ہو جائیں گے۔ ہر شخص یہ عزم و ارادہ کر لے کہ وہ اپنی زندگی دین کے غلبہ کیلئے لگائے گا۔

مری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں' میں اسی لئے نمازی

ہے کہ اگر میری بندگی کرنا ہے تو "اپنی اطاعت کو میرے لئے خالص کرو" ایک جگہ فرمایا "اللہ کو پکارو لیکن پہلے اپنی اطاعت کو اس کے لئے خالص تو کر لو"۔ ہم بہت تھوڑی اطاعت اللہ کی کرتے ہیں اور زیادہ اطاعت کسی اور کی کر رہے ہیں۔ ایسے طرز عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان عام ہے کہ خلوص دل کے ساتھ اگر آج ہم توبہ کر لیں تو قبولیت دعا کا دروازہ بھی کھل جائے گا۔

مجھے ذاتی طور پر اور تنظیم اسلامی کو بحیثیت جماعت' بھارت سے تجارت کی بحالی اور مفاہمت پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسی طرح کشمیر کے مسئلے پر کوئی تھرڈ آپشن جو ہمارے لئے منصفانہ اور قابل قبول ہو' چاہے امریکہ یہ معاملہ طے کرا دے اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے' لیکن یہ سب پاکستان کے نظریاتی تشخص کو مستحکم کرنے کے بعد ہی ہونا چاہئے۔ اگر ہم نے دستوری سطح پر اسلام کو سپریم لاء قرار دے کر اس نوع کا کوئی قدم اٹھایا تو پھر بھارت سے مفاہمت میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

شریعت کی بالادستی کیلئے نواز شریف حکومت پر دباؤ ڈالنے کیلئے ہر شخص کھڑا ہو جائے' ہر مسلمان طے کر لے کہ اسے کسی نہ کسی دینی جماعت میں شریک ہونا ہے تاکہ ہر مسلمان نفاذ اسلام کی جدوجہد میں عملاً شریک ہو سکے۔ اقامت دین کی جدوجہد ہر بندۂ مومن کا دینی فریضہ ہے۔ اس کیلئے موزوں تر جماعت کی تلاش بھی اس پر لازم ہے' لہٰذا جس جماعت پر بھی آپ کو اطمینان حاصل ہو جائے آپ اس جماعت میں شمولیت اختیار کر لیں' البتہ جماعتوں میں شامل افراد اپنی آنکھوں پر تعصب کی عینک نہ لگائیں اور خوب سے ہے خوب تر کی جستجو کرتے رہیں اور بہتر سے بہتر جماعت میں شمولیت کیلئے ہر وقت ذہناً تیار رہیں۔ جماعتی زندگی کے بغیر ایک دن بھی گزارنا مناسب نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ "کوئی اسلام نہیں بغیر جماعت کے' اور کوئی جماعت نہیں بغیر امارت کے اور کوئی امارت نہیں بغیر سمع و طاعت کے نظم کے"۔ آپ لوگ جماعتوں کی کثرت سے مت گھبرائیں' منزل اگر ایک ہے تو بالآخر ہم سب ایک ہی جگہ پہنچ جائیں گے۔ ✤

ان شاء اللہ —— **اتوار 8 / فروری 98ء** —— کو 9 بجے صبح

قرآن اکیڈمی —— خیابان راحت' درخشاں —— ڈیفنس فیز 6 میں

نگران انجمن خدام القرآن سندھ' کراچی — داعی تحریک خلافت پاکستان — و امیر تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد

دورۂ ترجمہ قرآن کے ضمن میں سوالات کے جواب دیں گے۔ نیز جمعہ الوداع میں حاضرین سے لئے گئے عہد کے بارے میں بھی ایک اہم وضاحت کریں گے۔

(نوٹ : پروگرام 9 تا 11 اور پھر ساڑھے گیارہ تا ڈیڑھ بجے دو حصوں میں ہو گا۔ درمیان میں چائے سے تواضع کی جائے گی (2) سوالات صرف وہی قبول کئے جائیں گے جو مکمل نام اور پتے کے ساتھ مختصر الفاظ میں کم از کم کاپی سائز کے کاغذ پر خوشخط درج ہونگے (3) جوابات سوالات کی وصولی کی ترتیب سے دیئے جائیں گے اور دس بجے کے بعد کوئی سوال قبول نہیں ہو گا (4) ختم قرآن کی شب حوالہ کئے جانے والے سوالات کینسل شمار ہونگے)

جن حضرات نے ختم قرآن کی شب بیعت کی تھی وہ بھی شرکت فرما سکیں تو مناسب ہو گا تاکہ ڈاکٹر صاحب ان سے ذاتی تعارف حاصل کر سکیں۔

المعلن : عبد اللطیف عقیلی' صدر انجمن خدام القرآن سندھ' کراچی

یہ وطن دشمن، بدنہاد اور بدبخت کون تھا؟

.... مگر شریف حکومت نے اس شرمناک اور مذموم حرکت کا نوٹس لینا بھی گوارا نہ کیا

پاکستان زندہ باد کے نعرے لگانے والی "مردہ قوم" اپنے وطن کو حیات نو کس طرح عطا کر سکتی ہے !

پاکستان مردہ باد کا نعرہ تحریر کرنے والا ملک و قوم کا اعلانیہ باغی ہے

مرزا ایوب بیگ، لاہور

۳۱ دسمبر ۱۹۹۷ء کو ہونے والے صدارتی انتخابات میں کسی عوامی نمائندے نے اپنے ووٹ پر پاکستان مردہ باد پختون خواہ زندہ باد لکھ دیا۔ یہ بات قومی اسمبلی سیکرٹریٹ کے ایک ذمہ دار افسر نے جو اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا' اخباری نمائندوں کو بتائی اور اخبارات کے ذریعے عوامی نمائندے کی یہ مذموم حرکت عوام کے علم میں آئی۔ اخبارات نے یہ خبر "یہ بدبخت کون تھا" کی سرخی لگا کر شائع کی۔ بعد ازاں اسی سرخی کو عنوان بنا کر اخبارات میں کئی مضامین لکھے گئے اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اس بدبخت کا سراغ لگایا جائے جس نے اپنے حلف اور دستور پاکستان کی کھلی خلاف ورزی کی ہے' اسے ملک کا باغی قرار دیا جائے اور ایسے غدار کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ یہ حقیقت بھی ہے کہ ایک انسان جس زمین کے پیٹ سے برآمد ہونے والے اناج کے ذریعے اپنے جسم اور جان کا رشتہ برقرار رکھ رہا ہو اور ان تمام خزانوں سے مستفید ہو رہا ہو جو وہ زمین اگل رہی ہو' پھر یہ کہ اس زمین کی پیٹھ پر وہ کارخانے قائم کر کے اور کاروبار جما کر زندگی کی آسائشوں اور آسودگی سے بہرہ ور ہو رہا ہو اور اس کی فضاؤں میں سانس لے کر دنیا کی رونقوں کا نظارہ کر رہا ہو لیکن زمین کے اس ٹکڑے کا اعلانیہ بدخواہ ہو تو اس سے بڑا بدبخت کون ہو گا' اس سے زیادہ بے حس اور بے غیرت کون ہو گا۔ کسی شخص کا اپنے ہم وطنوں سے اختلاف ہو سکتا ہے' وہ اس نظام کا شدید مخالف ہو سکتا ہے جو اس ملک میں قائم ہے' وہ اکثریت کے مذہبی عقائد و اعتقادات کو باطل اور فرسودہ قرار دے سکتا ہے' وہ سیاسی اور اقتصادی رجحانات کو تنقید کا ہدف بنا سکتا ہے لیکن ان سب برائیوں کا خاتمہ کرنے کے لئے جدوجہد کرنا اس شخص کا اخلاقی فرض ہی نہیں قومی ذمہ داری ہے۔ لیکن اس سرزمین ہی کا برا چاہنا جس نے اس کے اٹھنے بیٹھنے کے لئے اپنا سینہ تان رکھا ہو' مجرمانہ اور بیمار ذہنیت کی نشاندہی کرتا ہے۔ وہ کونسی تکلیف اور اذیت تھی جو نبی اکرم ﷺ کو مکہ میں نہیں دی گئیں۔ ذہنی اور نفسیاتی ٹارچر' بدکلامی' طعنہ زنی حتیٰ کہ شدید جسمانی تشدد' پھر قریبی ساتھیوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے اور مکہ کی سرزمین کو آپ کے لئے تنگ کر دیا گیا حتیٰ کہ حکم الٰہی کے تحت مکہ کی سرزمین کو رات کے اندھیرے میں چھوڑنا پڑا لیکن پھر بھی چند قدم چلتے تھے اور پلٹ کر سرزمین مکہ کو دیکھتے تھے جیسے کوئی محب اپنے محبوب سے جدا ہو رہا ہو۔

جس کسی نے یہ بات کہی ہے درست کہی ہے کہ اس بدبخت اور پاکستان کے بدخواہ کو پاکستان میں رہنے کا حق نہیں ہے۔ ذرا جذباتی کیفیت سے نکل کر غور کریں تو

تجزیہ

پاکستان مردہ باد کا نعرہ تحریر کر کے اس نے جو اعلان بغاوت کیا ہے اور جس تھالی میں کھانا اسی میں چھید کرنے کا عملی مظاہرہ کیا ہے لیکن ہم سب زبانی طور پر پاکستان زندہ باد کا زوردار نعرہ لگانے والے اور "سوہنی دھرتی اللہ رکھے قدم قدم آباد" جیسے گیت لہک لہک کر گانے والے اپنا جائزہ لیں کہ اپنے اعمال اور افعال سے پاکستان کو زندہ کر رہے ہیں یا مردہ۔ ہمارے سیاست دان ان کا تعلق لیفٹ سے ہو یا رائٹ سے' اسلام پسند ہوں یا سیکولر ذہنیت کے حامل' حکومت میں ہوں یا اپوزیشن میں' پاکستان کو کب کا مردہ ڈکلیئر کر چکے ہیں۔ لہٰذا یہ گدھ اس مردار کو نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ یہ سیاست دان حصے کی کمی و بیشی پر ایک دوسرے پر حملہ آور ضرور ہوتے ہیں لیکن سرکاری خزانے کو لوٹنا اور بغیر ڈکار لئے ہضم کر جانا اپنا مشترکہ حق سمجھتے ہیں۔ ہماری بیوروکریسی اس لوٹ مار میں سیاست دان سے ہر ممکن تعاون کرتی ہے بلکہ اسے نئے نئے راستے سجھاتی ہے تاکہ کوئی یہ پوچھنے کے قابل نہ رہے کہ افسران کہاں کہاں اور کیسے کیسے ہاتھ مار رہے ہیں۔ عدالتوں میں انصاف بک رہا ہے بلکہ اس کی بولی لگائی جا رہی ہے۔ وکلاء عدالتوں کو دلائل سے قائل کرنے کی بجائے سودے بازی میں مڈل مین کا رول ادا کر رہے ہیں۔ سرکاری دفاتر میں "جتنا گڑ ڈالو گے اتنا ہی میٹھا ہو گا" کے اصول کے تحت کام ہو رہا ہے۔ بازاروں میں تاجروں نے جیب تراش کا انداز اختیار کر لیا ہے۔ ڈاکٹر فیس کی کمی پر چلتا ہوا نشتر روک لیتا ہے' کارخانہ دار مزدوری نہیں دینا چاہتا' مزدور اجرت لے کر کام کرنے پر تیار نہیں۔ سب سے زیادہ تکلیف دہ صورتحال مذہبی راہنماؤں کی ہے' وہ منبر سے رواداری اور صبر و تحمل کا درس دیتے ہیں لیکن ایک دوسرے کی صورت دیکھنے کو تیار نہیں۔ بالفاظ دیگر پاکستان مردہ باد کہنے والا شخص اگر پاکستان کا کافر ہے تو پاکستان زندہ باد کے زوردار نعرے لگانے والے منافقت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اگرچہ کچھ لوگ معاشرے سے ان برائیوں کو ختم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں لیکن ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے اور وہ بے اثر ثابت ہو رہے ہیں۔ شاید انہی کی کوششوں سے اب تک بات بنی ہوئی ہے لیکن بحیثیت مجموعی قوم مردہ ہو چکی ہے۔ لہٰذا مردہ قوم اپنے وطن کو حیات کس طرح بخش سکتی ہے؟۔

مندرجہ بالا سطور میں قوم کا جو نقشہ راقم نے کھینچا ہے کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ قنوطیت (passivemistic)' منفی اور مایوس سوچ ہے۔ لیکن ذرا غور فرمایئے جس ملک کی حکومتیں اپنی مرضی اور خواہش کے خلاف اپنے عوام پر بیرونی مالیاتی اداروں کے احکامات کے مطابق ناجائز ٹیکسوں کی بھرمار کرنے پر مجبور ہوں' یوٹیلٹی بلز کی شرح کا تعین حکومت انہی مالیاتی اداروں کی ہدایات کے مطابق کریں' جو قوم بیرونی سرمایہ کاروں کی انتہائی ناجائز ہی نہیں توہین آمیز شرائط بھی بسر و چشم قبول کرے' جو قوم سابقہ

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

کیا الجزائر میں خونریزی فوجی جرنیلوں کی کارستانی ہے؟

ایک لاکھ افراد قتل ہو گئے مگر حکومت آج تک کسی ایک ملزم کو بھی عدالت میں پیش نہیں کر سکی!

اخذ و ترجمہ : سردار اعوان

مسئلہ خواہ فلسطین اور کشمیر کی آزادی کا ہو یا روسی جارحیت کے خلاف افغان اور چیچنیا کے عوام کی بے پناہ قربانیوں اور مصائب کا یا بوسنیا میں نسل کشی کا' ایک عام مسلمان کو جس طرح ظلم و ستم اور وحشت بربریت کا نشانہ بنایا گیا ہے اس کا پڑھ کر اپنی بے بسی اور بے کسی پر اکثر رونا آتا ہے کہ تعداد کے اعتبار سے اس وقت ہم دنیا کی کل آبادی کا لگ بھگ پانچواں حصہ ہیں' دنیا کے امیر ترین افراد میں بھی مسلمان شامل ہیں' قدرتی وسائل سے مالا مال خطے مسلمانوں کے پاس ہیں' عظیم الشان ماضی انہیں ورثہ میں ملا ہے اس کے باوجود نہ ہم میں راست بازی و حق گوئی کا کوئی وصف کہیں دکھائی دیتا ہے نہ عزت و وقار نام کی کوئی شے۔ اس کا الزام عام طور پر مغرب کی سامراجی اور استحصالی طاقتوں کے سر تھوپ دیا جاتا ہے کہ ان کی وجہ سے مسلمان آج اس حال کو پہنچا ہوا ہے۔ حالانکہ اصل مجرم خود ہم مسلمان ہیں' مادہ پرستی اگر مغرب کا دین و مذہب ہے تو ہم کون سے اس میں پیچھے ہیں۔ زبان سے اگرچہ ہم اللہ اور آخرت کو ترجیح دیتے ہیں مگر عملاً ہماری ساری توانائیاں اور صلاحیتیں صرف اس دنیا کے لئے وقف ہیں۔ اسی طرح مغرب میں اگر درپردہ سرمایہ داروں کی حکمرانی ہے تو ہمارے ہاں کھلم کھلا سرمایہ دار اور جاگیردار حاکم مطلق بنا بیٹھا ہے۔ وہاں تو پھر بھی اعلیٰ اقدار اور انسانی حقوق کی پامالی پر کسی درجے میں عوامی ردعمل سامنے آجاتا ہے اور اگر کہیں ظلم و ستم حد سے بڑھتا ہے تو اس کے خلاف حکومتوں کی سطح پر بھی اقدام کی نوبت آجاتی ہے لیکن ہمارے حکمران تو خود ہلاکو اور چنگیز خان بن کر اپنے عوام کو روندتے چلے جاتے ہیں' اس پر بھی دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ ہم اسلام کے علمبردار ہیں جو پوری نوع انسانی کے لئے امن و سلامتی کا پیغام ہے۔

دنیا میں شاید ہی کوئی مسلمان ملک ہو گا جہاں کے حکمران کرپشن اور عوام دشمنی کے لئے بدنام نہ ہوں لیکن حال ہی میں اخبارات کے ذریعے الجزائر کے حکمران فوجی ٹولے کا جو گھناؤنا کردار سامنے آیا ہے اس کی مثال شاید پوری تاریخ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہو' ویسے تو کردوں کے خلاف ترک اور عراقی فوجوں کی کارروائیاں ہوں یا اخوان المسلمون اور فلسطینی مہاجرین کے خلاف مصر اور شام کے فوجی ڈکٹیٹروں کے اقدامات یا فلسطین اور افغانستان کی جنگ آزادی لڑنے والے کمانڈروں کی خود غرضی و خود نمائی اور باہمی انتشار' یہ سب بحیثیت مجموعی مسلمانوں کی پستی اور بدحالی کی علامات ہیں لیکن ماہ رمضان کے شروع میں جس بیدردی کے ساتھ الجزائر میں بچوں کو دیواروں کے ساتھ پٹخ کر ہلاک کرنے اور نوجوان عورتوں کو عصمت دری کے بعد ذبح کرنے کے واقعات ہوئے ہیں ان پر عالمی برادری کا خاموش رہنا ممکن نہ تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ امریکہ اور یورپ دنیا میں کسی ایک جگہ بھی اسلام کا حقیقی عادلانہ نظام قائم ہونا گوارا نہیں کر سکتا' اسے اپنی تہذیب اور اعلیٰ انسانی اقدار پر کتنا ناز اور فخر ہے لیکن وہ دنیا پر اپنا معاشی تسلط ہر حال میں برقرار رکھنا چاہتا ہے جبکہ اسلام مکمل عدل چاہتا ہے۔ تاہم اس بات سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ انسانیت کے خلاف ہونے والے جرائم پر اگر کہیں سے آواز بلند ہوتی ہے تو وہ انہی "اسلام دشمن" طاقتوں کی طرف سے ہوتی ہے' مسلمانوں کو کبھی اس کی توفیق نہیں ہوئی۔ چنانچہ الجزائر میں خونریزی میں حالیہ اضافے پر یورپی برادری نے اپنا ایک وفد الجزائر کی حکومت سے بات چیت کے لئے بھیجا ہے اس کے علاوہ امریکہ اور اقوام متحدہ کی طرف سے بھی اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے۔

الجزائر میں ۱۹۹۲ء میں فوج نے ناجائز طور پر انتخابات میں اسلام پرستوں کی کامیابی کا راستہ روک کر خود ہی ملک کو تشدد اور لاقانونیت کی راہ دکھائی تھی لہٰذا اب کس منہ سے وہ "اسلامی دہشت گردوں" کو الزام دیتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اب تک الجزائر میں ایک لاکھ کے قریب بے گناہ انسانوں کو قتل کیا جا چکا ہے۔ ابھی ماہ رمضان کے صرف ابتدائی عشرے میں ایک ہزار افراد کو نہایت بیدردی سے قتل کر دیا گیا جن میں زیادہ تر عورتیں اور بچے تھے۔ پورے کے پورے گاؤں جلا کر راکھ کر دیئے جاتے ہیں مگر حکومت ہر دفعہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ "اسلامی دہشت گردوں" کو الزام دے کر اپنے آپ کو بری الذمہ

برطانیہ کے مشہور اخبار "دی آبزرور" کی ۱۱ جنوری ۹۸ء کی اشاعت میں جان سوینی نے دو ایسے افراد کے انٹرویو شائع کئے ہیں جنہوں نے حکومت کے کارندوں کی حیثیت سے الجزائر میں قتل عام میں حصہ لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم حکم نہ مانتے تو ہمیں خود قتل ہونا پڑتا' ہمارے اہل خاندان کی بھی خیر نہ تھی۔ "اینڈریو" نے بتایا کہ ۱۹۷۸ء میں پولیس میں آنے سے یہاں آنے تک' میں نے ہر کام (قتل' ٹارچر) کیا ہے۔

"رابرٹ" نے قتل کے دو بڑے واقعات میں اپنا حصہ بیان کیا۔ ۱۹۹۴ء میں عین ویلا کے پہاڑی علاقے کے بارے میں بتایا گیا کہ یہاں اسلامسٹوں کا ایک گروپ سرگرم ہے۔ ہم نے حکم ملنے پر کلاشنکوفوں سے فائرنگ شروع کر دی' جواب میں کوئی فائرنگ نہ ہوئی۔ جب فائرنگ روکنے کا حکم ہوا تو ہم گاؤں کے اندر گئے' وہاں صرف عورتوں اور بچوں کی لاشیں تھیں۔ دوسرا واقعہ ۱۹۹۵ء کے آخر میں لاربا میں پیش آیا۔ ہم سے کہا گیا کہ ملٹری سیکورٹی کا انتظام کریں۔ وہ آئے تو انہوں نے اسلامسٹوں کے سے ڈھیلے پتلون پہن رکھے تھے' نقلی داڑھیاں لگا رکھی تھیں۔ ان کے افسر نے ہم سے کہا کہ گھیرا ڈال کر انتظار کریں۔ دو گھنٹے بعد وہ ہاتھ پونچھتے ہوئے واپس آئے۔ پھر ہم اندر گئے۔ ہم نے جو کچھ دیکھا' یقین نہ کر سکتے تھے۔ عورتیں' بچے سب ذبح پڑے ہوئے تھے۔ اتنی زیادہ تعداد میں کہ گنے نہ جا سکتے تھے۔ میں نے ہر گھر میں کٹے ہوئے گلے سر اور جسم سے جدا دیکھے۔ میرے ذہن میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ کارروائی کرنے والے ملٹری سیکورٹی کے افراد تھے"۔

قرار دے دیتی ہے۔ حالانکہ حکومت نے جگہ جگہ حفاظتی دستے مقرر کر رکھے ہیں اور کوئی ایک شخص بھی حکومت کے خلاف بات کرے تو فوراً پکڑا جاتا ہے مگر غریبوں کو قتل کرنے والے نہیں پکڑے جاتے۔ آج تک حکومت کسی ایک دہشت گرد کو بھی پکڑ کر عدالت میں پیش نہیں کر سکی۔ پورے ملک میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو حق بات زبان پر لا سکے۔ سچ بات کہنے والوں کو قتل کروا دیا جاتا ہے یا وہ خود ہی جان بچا کر ملک سے بھاگ جاتے ہیں۔ انسانی حقوق کی تنظیموں کی طرف سے عائد کردہ الزامات میں سے کسی کا جواب دینے کے لئے حکومت تیار نہیں۔ اس لئے کہ قتل ہونے والے اکثر چھوٹے کاشتکار اور عام لوگ ہوتے ہیں جنہیں عام طور پر اسلام پرستوں کا حمایتی خیال کیا جاتا ہے' کبھی کسی امیر آدمی کو قتل نہیں کیا جاتا جس سے حکومت کو پریشانی لاحق ہو۔ حال ہی میں اخبارات میں جو رپورٹیں اور تبصرے شائع ہوئے ہیں ان سے واضح اشارہ ملتا ہے کہ یہ خون ریزی فوج کے ایماء پر ہو رہی ہے۔ الجزائر میں اصل اقتدار فوج کے انہی کرپٹ اور سیکولر جرنیلوں کے پاس ہے جنہوں نے اسلامی حکومت کے قیام کو ناکام بنانے کے لئے ۶ سال قبل حکومت پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے مختلف چہرے سامنے لائے جاتے ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ ادھر مغربی ممالک کو ایک تو یہاں سے تیل درکار ہے جو بلا روک ٹوک انہیں مل رہا ہے اور دوسرے انہیں یہ بھی خوف لاحق ہے کہ کہیں اسلامی حکومت یہاں نہ آ جائے' اس لئے وہ فوجی جرنیلوں کی کرپشن اور جرائم نظر انداز کرنے پر مجبور ہیں۔

الجزائر کے بارے میں اگر یہ اندازے صحیح ہیں کہ وہاں پر ہونے والی خونریزی فوجی جرنیلوں کی کرشمہ سازی ہے تو دنیا کے مسلمانوں کے لئے یہ ایک لمحہ فکریہ ہے ہم سامراج سے آزادی حاصل کر کے بڑا فخر محسوس کرتے ہیں کہ بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے مگر اس سے تو سامراج کی غلامی بدرجہا بہتر تھی کہ لوگوں پر جہاں بھی ظلم ہوتا تھا اس کا ذمہ دار براہ راست سامراج کو ٹھہرایا جاتا تھا' اب اپنے جو ظلم ڈھا رہے ہیں اس کا گلہ کس سے کریں۔ بوسنیا میں جنونی عیسائیوں نے مسلمان خواتین اور بچوں کے ساتھ جو بہیمانہ سلوک کیا ہے کیا الجزائر کے مسلمان حکمران وہی کچھ الجزائر کی مسلمان عورتوں اور بچوں کے ساتھ نہیں کر رہے؟ جو گروہ "جہاد" کے نام پر چھاپہ مار کارروائیوں میں مصروف ہیں' ان کے لئے بھی یہ سوچنے کا مقام ہے کہ کہیں وہ نادانستہ طور پر اس وحشت و بربریت اور درندگی کا باعث تو نہیں بن رہے؟۔

"امید و بیم"

پروفیسر اسرار احمد سہاوری

وفا کے ہم ہیں مسافر ابھی تو راہ میں ہیں   وفا شعار ہیں اور منزل تباہ میں ہیں
بسانِ حضرت یوسف عمیق چاہ میں ہیں   ہزار نالہ شب گیر ایک آہ میں ہیں
کسے بلائیں کوئی داد رس نہیں ملتا
ہجوم غم میں کوئی ہم نفس نہیں ملتا

دلوں سے محو ہوا اعتبار منزل کا   سراب ہو گیا آئینہ دار ساحل کا
تباہ ہو گیا ہر حوصلہ مرے دل کا   چراغ ہو گیا خاموش اپنی محفل کا
ابھی تو زیست کا مقصد نہیں ہوا حاصل
ہر ایک راہ میں بیٹھا ہے رہزن باطل

ابھی تو اپنی شب انتظار باقی ہے   نشہ اتر گیا لیکن خمار باقی ہے
بجائے بوئے سمن نوک خار باقی ہے   ہر ایک دل میں غم نو بہار باقی ہے
دل و دماغ پہ اک خواب ہے جو طاری ہے   ہمارے اپنے ہی خنجر کا وار کاری ہے

دوسرا رخ

مگر نشہ ہے تمنا کا جا نہیں سکتا   نشان شوق کو کوئی مٹا نہیں سکتا
غم فراق سے کچھ فرق آ نہیں سکتا   ہمارے جوش کو کوئی دبا نہیں سکتا
قنوط و یاس کے پرزے اڑا کے رکھ دیں گے
جبین نیاز کی در پہ خدا کے رکھ دیں گے

اسی کے حکم کے پابند ہیں صغیر و کبیر   کہیں نہیں ہے زمانے میں اس کی کوئی نظیر
ہمارے حال کا بے شک ہے وہ بصیر و خبیر   عطا وہ کرتا ہے بندوں کو خود ہی خیر کثیر
صنم کدے بھی لرزتے ہیں اس کی ہیبت سے
صفیں عدو کی پلٹ دیں گے جوش وحدت سے

نبیؐ کے نقش قدم رہنما ہیں امت کے   انہیں کے صدقے میں کھلتے ہیں باب رحمت کے
نشاں وہ فقر کو دیتے ہیں اپنی عظمت کے   غلام ان کے بنے تاجدار دولت کے
خدا نبی کی محبت سے سرفراز کرے
ہر ایک فرد کو امت کے دلنواز کرے

ابھی تو انؐ کی محبت کی رسم جاری ہے   ابھی تو عظمت ایماں کی روبکاری ہے
دلوں پہ عشق نبی کی اجارہ داری ہے   خدا کے فضل سے پلہ ہمارا بھاری ہے
سفیر مغربی تہذیب کے پریشاں ہیں
کہ ان کے ذہن کا کابوس اب مسلماں ہیں!

رجوع الی القرآن کی تحریک کی وسعت کا اندازہ لگانا آسان کام نہیں!

دورۂ ترجمہ قرآن کے ایمان افروز پروگرام میں روزانہ تین سو سے زائد مرد و خواتین شرکت کرتے رہے

ڈاکٹر صاحب مدظلہ نے شرکاء سے یہ عہد بھی لیا کہ وہ اسلامی نظام کے قیام کیلئے اپنی بہترو بیشتر قوتیں اور صلاحیتیں وقف کریں گے!

دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام سے ماہ رمضان میں "قیام اللیل" کا تقاضا باحسن وجوہ پورا ہوتا ہے

قرآن اکیڈمی کراچی میں داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام کی مختصر روداد

از قلم : محمد سمیع' کراچی

اسلامی دنیا کے معروف مفکر قرآن ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ' جو انتہائی انکساری کے ساتھ خود کو قرآن کریم کا ایک ادنیٰ طالب علم قرار دیتے ہیں' نے پاکستان میں ۱۹۶۵ء میں دعوت رجوع الی القرآن کی تحریک کا آغاز لاہور سے کیا تھا' آج اس قرآنی تحریک کی وسعت کا اندازہ لگانا آسان کام نہیں۔ یہ تحریک قطب البلاد لاہور سے ملک کے گوشے گوشے میں پھیل چکی ہے' بلکہ دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان بستے ہیں' بالخصوص اردو زبان بولنے سمجھنے والے مسلمان' وہ اس قرآنی تحریک سے بخوبی متعارف و متاثر ہیں۔ چنانچہ قرآن اکیڈمیز کا جال وطن عزیز کے کئی شہروں میں پھیل چکا ہے۔ لاہور' کراچی اور ملتان میں قرآن اکیڈمیز باقاعدہ کام کر رہی ہیں جبکہ فیصل آباد اور کوئٹہ میں اس پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے۔ ورلڈ آرڈر کے علمبردار امریکہ میں بھی "انسٹی ٹیوٹ آف قرآنک وزڈم" کے نام سے ایک ادارہ وجود میں آچکا ہے۔ ان اکیڈمیز میں جاری تعلیم و تعلّم قرآن کے پروگراموں کے ذریعے تربیت یافتہ اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان مدرسین قرآن کے ذریعہ قرآن کے انقلابی پیغام کو عام کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ لاہور اور کراچی میں قرآن کالج بھی قائم ہو چکے ہیں جن میں مروجہ نصاب کے علاوہ عربی اور قرآن مجید کی تعلیم بھی دی جا رہی ہے۔ کراچی میں خواتین کے لئے مدرسۃ البنات بھی قائم ہو چکا ہے۔ ہزاروں افراد نہ صرف اقامت دین کی جدوجہد کے لئے سرگرم عمل ہیں بلکہ احباب کی بڑی تعداد بھی نظام خلافت کی برکات کے شعور کو عام کرنے کے لئے تحریک خلافت پاکستان کی معاونت بھی کر رہی ہے۔ آڈیو اور ویڈیو کیسٹس پر امیر تنظیم اسلامی کے ریکارڈ شدہ دروس قرآن اور خطابات پوری دنیا میں گردش کر رہے ہیں۔ یہی حال تنظیم کے مطبوعہ لٹریچر کا بھی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی بجا طور پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے برملا اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ دعوت رجوع الی القرآن تحریک میں انہوں نے اپنے حصے کا کام مکمل کر دیا ہے اور انہیں یہ اطمینان ہے کہ نوجوان مدرسین کی صورت میں اس تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے افرادی قوت بھی مہیا کر دی ہے۔ ان شاء اللہ اگلی نسل اسلامی انقلاب کا سورج طلوع ہوتے ہوئے بچشم سر دیکھے گی۔

ان کامیابیوں کا سہرا اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب مدظلہ کے سر باندھا ہے جن کا حال یہ ہے کہ وہ قرآن کے انقلابی پیغام کو عام کرنے کی خاطر اندرون پاکستان' کراچی تا پشاور ہی نہیں' بنگلہ دیش' بھارت' خلیجی ممالک' اسپین' فرانس' برطانیہ' امریکہ اور کینیڈا کے لئے بھی پابہ رکاب رہتے ہیں۔ قرآنی پیغام کی اشاعت کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کے لگاؤ کا حال یہ ہے کہ انہوں نے کئی سال سے اپنے گھٹنوں کے آپریشن کو بھی مؤخر کر رکھا ہے۔

اس تحریک کے سنگ ہائے میل میں دروس قرآن' خطابات عام' خطابات جمعہ کے دوران ملکی اور بین الاقوامی سیاسی صورتحال پر ڈاکٹر صاحب کے تجزیے پر مبنی آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کی صورت میں لٹریچر تو ہے ہی' آج سے پندرہ سال قبل اس مبارک تحریک میں دورۂ ترجمہ قرآن کا قابل قدر عنصر بھی شامل ہوا جس سے' رمضان المبارک کی راتوں کے دوران صحیح معنوں میں "قیام اللیل" کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ دورۂ ترجمہ قرآن' قرآن کے پیغام کو عام کرنے کے ایک موثر ذریعہ بن چکا ہے۔ رمضان المبارک کے بابرکت ماحول میں جبکہ ہر شخص تقویٰ کے حصول کے لئے وسعت کے مطابق حصہ لیتا ہے' دورۂ ترجمہ قرآن کے اس پروگرام کے نتیجے میں تنظیم کو افرادی قوت فراہم ہوتی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ جو شخص بھی اس پروگرام میں حصہ لیتا ہے' اسے پورے قرآن کریم کے معنی و مفہوم سے گزرنے کا موقع بھی میسر آتا ہے اور قرآن کا انقلابی پیغام اسے انقلابی تحریک کا رکن بننے پر بھی مجبور کرتا ہے۔ پاکستان اور بیرون ملک اردو زبان میں دورۂ ترجمہ قرآن کے علاوہ امریکی مسلمانوں کے اصرار پر ڈاکٹر صاحب نے انگریزی زبان میں بھی ۱۵ پاروں تک دورۂ ترجمہ قرآن کا شرف حاصل کیا ہے۔ یہ دورۂ ترجمہ قرآن باقاعدگی کے ساتھ نوجوان مترجمین بھی کر رہے ہیں اور اسے ویڈیو اور آڈیو کیسٹس کے ذریعہ بھی عام کیا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے غور و فکر کے ذریعہ ایک جانب دینی فرائض کے جامع تصور کو نکھارا ہے تو دوسری جانب اقامت دین کی جدوجہد کے لئے منہج انقلاب نبویؐ کا تعین بھی کیا ہے۔ اب تک اس جدوجہد کے آخری مرحلے کا تعین (موجودہ حالات کی مناسبت سے) نہیں ہو پایا تھا۔ اس خلا کو بھی انہوں نے عمدگی سے پر کر دیا ہے۔ اقامت دین کی فرضیت پر ان کی سوچ ترقی کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ باطل نظام تلے لوگ اپنی اجتماعی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خواہی نخواہی خلاف ورزیوں پر مجبور ہیں۔ اس کا کفارہ اسی صورت میں ادا کیا جا سکتا ہے کہ لوگ دنیوی زندگی کی بقاء کے لئے کم سے کم بنیادی ضروریات پر اکتفا کرتے ہوئے' اپنی ساری توانائیاں ملک میں اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد میں لگائیں۔

اس مرتبہ ڈاکٹر صاحب مدظلہ کے دورۂ ترجمہ قرآن کا قرعہ قرآن اکیڈمی کراچی کے حق میں نکلا۔ امیر تنظیم اسلامی کا کراچی میں یہ تیسرا دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام تھا۔ پہلی بار ۸۶ء میں جامع مسجد ناظم آباد میں' دوسری بار ۹۱ء میں قرآن اکیڈمی کراچی میں دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے دورۂ ترجمہ قرآن کے دوران "منتخب نصاب" میں شامل سورتوں اور آیات پر قدرے تفصیل سے گفتگو فرمائی جس میں انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے حوالے سے دین کے تقاضوں اور منہج انقلاب نبویؐ کو واضح کیا گیا۔ چنانچہ سورۃ الحدید کے ترجمہ و تشریح پر جسے ڈاکٹر صاحب اپنی پسندیدہ سورۃ قرار دیتے ہیں' پونے دو گھنٹے صرف ہو گئے۔ دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام میں شرکت سے یہ احساس ہوتا ہے کہ اقامت دین کی فرضیت پر امیر تنظیم اسلامی کو جو انشراح صدر حاصل ہے وہ اسے اپنے متبعین اور احباب میں منتقل کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔ ڈاکٹر

صاحب کی شدید خواہش ہے کہ وطن عزیز اور دیگر ممالک کے لوگ اسلام کے نظام عدل کے غلبہ و نفاذ کی جدوجہد میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں حصہ لیں تاکہ باطل نظام کے ظلم و جور کا خاتمہ ہو اور دنیا کو وہ "عدل اجتماعی" نصیب ہو سکے جس کا نقشہ دور خلافت راشدہ میں نظر آتا ہے۔

دورۂ ترجمہ قرآن کے اس پروگرام کا آغاز روزانہ ساڑھے آٹھ بجے شب ہوتا اور تقریباً ڈھائی بجے تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء' انجمن خدام القرآن سندھ کے ارکان اور تحریک خلافت پاکستان کے معاونین کی کثیر تعداد کے علاوہ احباب کی اچھی خاصی تعداد بھی شہر کے دور دراز مقامات سے شریک پروگرام ہوتی رہی۔ شرکاء کی تعداد پہلی آٹھ رکعت میں عموماً تین سو سے چار سو تک جبکہ بعد میں دو سے ڈھائی سو افراد پر مشتمل ہوتی۔ اختتام ہفتہ پر شرکاء پروگرام کی تعداد پانچ سو سے بھی تجاوز کر جاتی۔ آخری عشرے کی طاق راتوں میں اس تعداد میں مزید اضافہ ہو گیا۔ لوگ بڑے انہماک سے ڈاکٹر صاحب کے قرآنی ترجمے و تشریح کو سنتے رہے۔ شریک پروگرام ایسے لوگوں کی تعداد بھی کم نہ تھی جو باقاعدہ مصحف لے کر بیٹھتے یا اور بڑے انہماک کے ساتھ نوٹس بھی لیتے رہے۔ آخری عشرے کے دوران پونے دو سو افراد نے اعتکاف میں حصہ لیا۔ دن کے اوقات میں ان احباب کی دینی تربیت کے لئے امیر تنظیم اسلامی حلقہ سندھ و بلوچستان نے ایک مربوط پروگرام ترتیب دے رکھا تھا۔ اس موقع پر تقریباً ۱۵۰ افراد نے تنظیم اور انجمن میں شمولیت اختیار کی۔

دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام کی خاص بات یہ تھی کہ اس مرتبہ ممبئی (بھارت) کے ادارے اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کی خواہش پر پروگرام کو سیٹلائٹ پر نشر کئے جانے کے لئے "مخصوص" ریکارڈنگ کا اہتمام کیا گیا جس کے لئے بطور خاص لاہور سے شعبہ سمع و بصر کے انچارج آصف حمید اور دیگر معاونین کراچی تشریف لائے۔ رمضان المبارک کے پہلے اجتماع جمعہ میں ڈاکٹر صاحب اپنی علالت کے باعث خطاب نہ کر سکے' اس خلاء کو جناب حافظ خالد شفیع نے پر کیا۔ دوسرے جمعہ کو ڈاکٹر صاحب نے بنگلہ دیش کے دورے کے مشاہدات و تاثرات بیان کئے۔ جمعۃ الوداع کے خطاب میں "پاکستان نے گزشتہ ۵۲ سالوں کے دوران کیا کھویا اور کیا پایا" کی تفصیلات بیان کیں۔ ڈاکٹر صاحب نے نمازیوں سے یہ عہد بھی لیا کہ وہ اپنی ساری قوتیں اور صلاحیتیں وطن عزیز میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے وقف کریں گے۔ جمعۃ الوداع کی نماز میں تین ہزار نمازیوں نے شرکت کی اور پہلی مرتبہ مسجد جامع القرآن اپنی تمام وسعتوں کے باوجود تنگ دامنی کا شکوہ کرنے لگی' یوں لوگوں کو مسجد کے لان میں بھی نماز جمعہ ادا کرنا پڑی۔

اس پروگرام کی کامیابی کے لئے صدر انجمن جناب عبداللطیف عقیلی نے بڑی جانفشانی سے کام لیا۔ بزرگ رفیق شیخ جمیل الرحمن صاحب کے ساتھ ساتھ جناب عبدالرحمن ہنگورہ سمیت تمام ذمہ داران اور کارکنان نے صدر انجمن کی بھرپور معاونت کی۔ شرکاء کی تواضع کے لئے گیارہ بجے کے بعد دوران وقفہ چائے پیش کی جاتی رہی۔

جناب نوید عمر کی نگرانی میں رفقائے تنظیم نے بڑی محنت سے انتظامی ذمہ داریوں کو ادا کیا۔ قرآن اکیڈمی میں مقیم افراد میں لاہور اور پشاور کے احباب بھی شریک تھے۔ ایسے تمام احباب کے لئے انجمن کی جانب سے سحری و افطاری کا معقول بندوبست کیا گیا تھا۔

اس پروگرام میں شرکت کیلئے راقم جب روزانہ ساحل سمندر سے گزرتا اور سمندر کی مضطرب لہروں کو ساحل پر پڑے ہوئے پتھروں سے سر ٹکراتے دیکھتا تو چشم تصور میں مجھے ڈاکٹر صاحب یوں نظر آتے کہ وہ گزشتہ پینتیس سال سے سمندر کے ساحل پر انسانی صورت میں پڑے پتھروں سے اپنا سر ٹکرا رہے ہیں' لیکن جس طرح پتھروں پر لہروں کے ٹکرانے کا اثر فوری طور پر نظر نہیں آتا ہے اسی طرح اس تحریک میں لوگوں کے دخول اور رجوع کی سست رفتار قدرے سست محسوس ہوتی ہے۔ تاہم ڈاکٹر صاحب مدظلہ "Slow and Steady wins the race" کے مقولے پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ لہٰذا وہ بڑی پامردی اور مستقل مزاجی کے ساتھ اپنا مشن جاری رکھے ہوئے ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اس تحریک کو مضبوط بنیادوں پر استوار کر دیا ہے جس کے اثرات ان شاء اللہ ایک نہ ایک دن ضرور برآمد ہوں گے۔

انجینئر نوید احمد نے پورے پروگرام کے دوران بڑی عرق ریزی سے روزانہ پریس ریلیز تیار کر کے اخبارات کو ارسال کرنے کا کٹھن کام بحسن و خوبی سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان کوششوں کو قبول فرمائے اور نجات و فلاح اخروی کا ذریعہ بنائے۔ (رپورٹ: محمد سمیع)

ہمارا مطالبہ، ہماری اپیل
دستور خلافت کی تکمیل

KHALID TRADERS

AUTHORIZED AGENTS NTN BEARINGS

IMPORTERS – INDENTORS – STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER – SMALL TO SUPER – LARGE

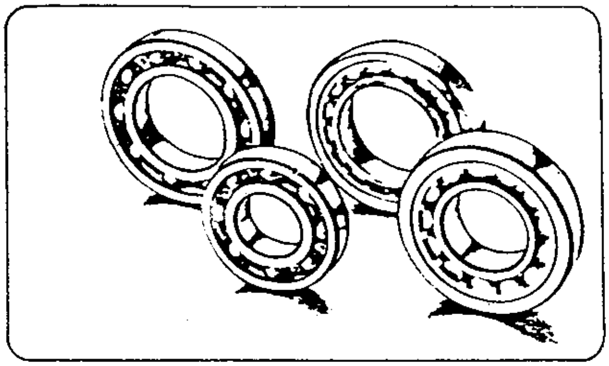

PLEASE CONTACT

TEL : 7732952-7735883-7730593
G.P.O. BOX NO. 1178, OPP KMC WORKSHOP
NISHTER ROAD, KARACHI-74200 (PAKISTAN)
TELEX : 24824 TARIQ PK CABLE : DIMAND BALL FAX : 7734776

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : Sind Bearing Agency 64 A-65, Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400 (Pakistan)
Tel : 7723358-7721172

LAHORE : (Opening Shortly) — Amin Arcade 42, Brandreth Road, Lahore-54000, Ph : 54169

GUJRANWALA : — 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

مسلمان عورت کی بے پردگی دین و شریعت کے احکام کو پس پشت ڈالنے کا نتیجہ ہے

مغرب نے عورت کے جوہر نسوانیت کو ختم کر کے اسے محض ایک "شوپیس اور کھلونا" بنا دیا ہے!

عیسائی دنیا کے بڑے دانشور اور فلاسفر عورت کو شیطان کا ایجنٹ' دوزخ کی چوکیدار اور روح ربانی سے خالی وجود قرار دیتے ہیں

طبی ماہرین کے نزدیک جنسی بے راہروی کا سدباب کرنے سے ہی "ایڈز" جیسے موذی مرض پر قابو پایا جا سکتا ہے

تحریر : رعایت اللہ فاروقی

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق کے ساتھ ساتھ کائنات میں موجود ہر مخلوق کو ایک مقام و مرتبہ بھی دیا ہے اور کوئی چیز بے مقصد و بے فائدہ بھی نہیں بنائی۔ پھر جتنے جاندار ہیں ان کی نسل کو جاری رکھنے کی غرض سے تذکیر و تانیث کے دو سلسلے چلائے ہیں۔ مقام اور مرتبے کے اعتبار سے افضلیت و اشرفیت کا اعزاز اللہ رب العزت نے صرف انسان کو دیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عقل جیسی نعمت سے نواز کر اچھے اور برے میں تمیز کی شناخت اور ترقی کی شاہراہ پر آگے سے آگے بڑھنے کا راہنما فراہم کیا اور پھر اس عقل ہی پر بس نہیں' بلکہ دین اور شریعت کی شکل میں اپنی رضا کے طریقے اور دنیا میں رہنے کے آداب بھی سکھائے ہیں۔ ان آداب میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو صرف مردوں کے متعلق ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہیں۔

آداب کے اس گرانقدر ذخیرے کا ایک ہیرا "پردہ" ہے جو صرف اور صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہے کیونکہ شیطان کی صورت میں انسانیت کا ایک دشمن بھی کائنات میں موجود ہے جو انسانیت کو تباہ کرنے کے لئے اسی صنف نازک کو استعمال کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کی تخلیق کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو ڈیزائن تیار کیا ہے وہ اپنی ہیئت کے اعتبار سے مرد کے لئے پر رغبت ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ زوجین میں محبت قائم رہے اور دنیا کا نظام فطرت کے مطابق چلتا رہے' مگر افسوس کہ آج کے مسلمان نے دین اور شریعت کی اس شق کو پس پشت ڈالتے ہوئے عورت کو پردے سے نکال باہر کیا ہے۔ اگرچہ اس جرم کا ارتکاب عورتیں کرتی ہیں مگر اس کے وبال میں مرد ان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں کیونکہ اگر ایک باپ نہ چاہے تو اس کی بیٹی بے پردہ نہیں گھوم سکتی' ایک بھائی نہ چاہے تو اس کی بہن ماڈل نہیں بن سکتی۔ ایک شوہر نہ چاہے تو اس کی بیوی پردے کی دیوار منہدم نہیں کر سکتی اور اس کے حوالے سے یہ اور بھی باعث شرم ہے کہ تباہی کے اس راستے کا انتخاب ہم نے مغرب کو مد نظر رکھ کر کیا۔ حالانکہ اسلام عورت کو عزت و عظمت دیتا ہے' معاشرے کا ایک بنیادی فرد بناتا ہے مگر اس کے مقابلے میں مغرب نے عورت کی اس بنیادی حیثیت کو ختم کر کے اسے محض ایک "شوپیس" بنا کر رکھ دیا ہے اور اسے ایک ایسا کھلونا بنا دیا ہے' جس سے جو چاہے دل بہلا لے۔

تاریخ گواہ ہے کہ عیسائی ایک زمانے میں اس امر کی تحقیق اور جستجو میں لگے رہے ہیں کہ آیا عورت میں روح ہے کہ نہیں؟ اور آخر کار یہ فیصلہ صادر کر کے کہ عورتیں روح سے خالی ہیں انہوں نے عورت کی حیثیت کا تعین کیا۔ مغرب کے بڑے بڑے دانشور اور فلاسفر عورت کو شیطان کا ایجنٹ' دوزخ کی چوکیدار اور اس کی دشمن قرار دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب عورت ان کے ہاں دائرہ انسانیت سے خارج ہوئی تو پھر اس کی حیثیت ایک "شوپیس" ہی کی ہو کر رہ گئی اور اس "شوپیس" کو انہوں نے جیسے چاہا استعمال کیا۔ نتیجہ یہ کہ مغرب تہذیب اور کلچر کے حوالے سے تباہی کے اس موڑ پر پہنچ گیا جہاں سے اس کی واپسی ناممکن ہو کر رہ گئی ہے۔

اگر ہم اپنے معاشرے میں بے پردگی کی ترویج کے عمل کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ ہمارے ہاں ابتداً عورت چار دیواری سے باہر آئی اور جب اسے باہر کی ہوا لگی تو پھر یہ اس برقعے اور چادر سے باہر نکلی جس نے اس کی عصمت و عفت کے گرد ایک حصار قائم کیا ہوا تھا' پھر آہستہ آہستہ اس پر فیشن اثر انداز ہوا اور نتیجے کے طور پر فحاشی اور عریانی نے ایسی جڑیں پکڑیں کہ سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ آج مسلمان بیٹی اور بہن کو مغرب کی بے ہودہ تہذیب میں کامیابی نظر آ رہی ہے حالانکہ اسے سوچنا چاہئے کہ اس تہذیب نے مغرب کو کیا دیا؟ سوائے اس کے کہ مغرب کا نوجوان بہن اور بیوی کے فرق کو بھول گیا ہے' ماں اور بیٹی کے مقدس رشتے کی چادر کو تار تار کیا گیا ہے۔ کیا ہماری مسلمان بہنیں اور بیٹیاں یہی چاہتی ہیں کہ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہو جو آج مغرب میں عورت کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اور پھر آج کے نوجوانوں کی اخلاقی ابتری تو ایسی نہج پر جا رہی ہے کہ اسے پیش نظر رکھ کر ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ

چڑیوں سے کہو شاخ نشیمن سے نہ اتریں
اس دور کا ہر شخص عقابوں کی طرح ہے

اس بے پردگی کے نتیجے میں عورتوں کے اغواء اور زنا جیسے جرائم میں بے تحاشا اضافہ ہوا ہے۔

ایدھی سینٹر کی رپورٹ کے مطابق ایک ماہ میں دو سو اکتالیس کی شرح کے ساتھ نوزائیدہ بچے انہیں موصول ہوتے ہیں۔ اس سے ہمارے معاشرے میں ہونے والے زنا کی شرح کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ چونکہ ہم نے بے پردگی مغرب کو پیش نظر رکھ کر اختیار کی ہے اس لئے مغرب میں ہونے والی بے ہودگی کی شرح اور اس میں ہونے والے روز افزوں اضافے کا اندازہ لگانے کے لئے کچھ اعداد و شمار پیش خدمت ہیں۔ آکسفورڈ یونیورسٹی جہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے نوجوان بشمولیت مرد و زن بڑی محنت اور تگ و دو کرتے ہوئے نظر آتے ہیں وہاں کے بیاسی فیصد طلبہ بغیر نکاح کے جنسی تعلقات قائم کرنے کے حق میں ہیں اور اسی یونیورسٹی کی ۳۴ فیصد طالبات اعتراف کرتی ہیں کہ وہ کنواری نہیں رہی ہیں۔ نہ جانے ایسی طالبات کی تعداد کیا ہو گی جو مرتکب گناہ تو ہیں پر اس کی معترف نہیں۔ تعلیمی ادارے نوجوانوں کے علمی و اخلاقی تربیت کے مراکز ہوتے ہیں مگر عالمی شہرت کے حامل اس برطانوی تعلیمی ادارے میں تربیت پانے والوں کی

اخلاقی ابتری کا اندازہ لگانے کے لئے مندرجہ بالا اعداد و شمار کافی ہیں۔

اب آیئے یورپ ہی کے ایک ملک فرانس چلتے ہیں ایک سروے کے مطابق ۱۹۸۸ء میں فرانس میں بغیر نکاح کے جنسی تعلقات استوار کرنے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد دو لاکھ تیس ہزار تھی جبکہ ۱۹۸۰ء میں یہ تعداد اکیانوے ہزار تھی۔ گویا اس میں سترہزار تین سو پچھتر کی شرح سے سالانہ اضافہ ہوا۔ اس طرح سے ۱۹۹۱ء میں یہ تعداد تقریباً دو لاکھ بیاسی ہزار ایک سو پچیس ہونی چاہئے جبکہ فرانس کی سالانہ شرح پیدائش سات لاکھ پینسٹھ ہزار ہے۔

اب اگر ناجائز طور پر پیدا ہونے والے بچے بھی اس میں رجسٹرڈ ہیں تو اس میں سے دو لاکھ بیاسی ہزار آٹھ سو پچھتر رہ جاتے ہیں جنہیں ہم نکاح کے ذریعے جنسی تعلقات کا نتیجہ قرار دے سکتے ہیں۔ اب اگر ہم ناجائز بچوں کی شرح پیدائش میں سترہ ہزار تین سو پچھتر کے حساب سے سالانہ اضافہ کرتے چلے جائیں تو ۲۰۰۳ء میں فرانس میں جائز اور ناجائز بچوں کی شرح مساوی ہو جائے گی' بلکہ ناجائز بچوں کی شرح کچھ زیادہ ہی ہو گی کیونکہ جائز شرح پیدائش چار لاکھ بیاسی ہزار آٹھ سو پچھتر ہے۔ اگر فیملی پلاننگ کی وجہ سے اس شرح میں اضافہ نہ ہو تو پھر ۲۰۰۳ء میں ناجائز بچوں کی شرح چونکہ چار لاکھ نوے ہزار چھ سو پچیس سالانہ ہو گی' اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ۲۰۰۳ء کے بعد ناجائز بچوں کی تعداد جائز بچوں کی تعداد سے آگے نکل کر بڑھتی چلی جائے گی اور فرانس اسی طرح قائم رہا تو ۲۰۵۰ء کے بعد ناجائز بچوں کی شرح اتنی زیادہ ہو جائے گی کہ جائز بچے ان میں آٹے میں نمک کے برابر ہو جائیں گے۔

یورپ کے صرف اسی ایک ملک میں معاشرتی تباہی کا ثبوت فراہم کرنے والے یہ اعداد و شمار ہمارے اس طبقے کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں جو تہذیب اور کلچر کے حوالے سے یورپ کی تقلید اپنا فرض عین سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ابھی تو ہم نے یورپ پر کی جانے والی ریسرچ پیش نہیں کی ورنہ آپ چیخ اٹھیں گے کہ یورپ میں انسان نہیں ڈنگر بستے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تباہ کن صورت حال کیوں پیدا ہوئی؟ چاہے کوئی کتنا ہی انکار کرے' مگر اس حقیقت کو نہیں جھٹلایا جا سکتا کہ اس بے ہودگی کی واحد وجہ عورت کا بے پردگی کی حالت میں چار دیواری سے باہر آنا ہے۔ نہ یورپ والے عورت کو بے پردہ کرتے نہ یہ صورتحال پیدا ہوتی۔ اس کا نقصان صرف یہی نہیں ہوا کہ ناجائز بچے پیدا ہونے لگے اور جنسی جرائم میں اضافہ ہوا بلکہ "ایڈز" جیسے مہلک امراض کی صورت میں عذاب الٰہی بھی مسلط ہوا۔ آج یورپ کے وہ تمام ڈاکٹرز جن پر پورا مغرب فخر کرتا ہے اور جنہوں نے بڑے بڑے مہلک مرضوں کے سیلاب کے آگے بند باندھے ہیں "وہ ایڈز" کے طوفان کے سدباب میں تادم تحریر ناکام ہیں۔ یورپ کے نہایت کہنہ مشق ڈاکٹروں کا ایک بورڈ بنا کر اسے "ایڈز" اور اس کے سدباب پر ریسرچ کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ انتہائی عرق ریزی اور مغز ماری کے بعد اس بورڈ نے جو رپورٹ پیش کی اس کا خلاصہ یہ تھا کہ "بہترین علاج پرہیز ہے" گویا کہ ڈاکٹرز یہ کہہ رہے ہیں کہ "ایڈز" کو روکنا ہے تو جنسی بے راہ روی ترک کر دی جائے اور جنسی بے راہ روی اس وقت تک ترک ہو نہیں سکتی جب تک عورت کو پردے کے مقدس حصار میں محصور نہ کیا جائے۔ اندازہ لگایئے آج یورپ کا ڈاکٹر یہ بات کہنے پر مجبور ہو گیا جو آج سے چودہ سو سال قبل ہی قرآن نے کہہ دی تھی۔

"اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں۔"

(سورۃ النور)

مگر افسوس کہ یورپ تو یورپ' غیر مسلم تو غیر مسلم خود اس دین اور مذہب کے پیروکاروں نے بھی یہ بات نہ مانی جس نے مندرجہ بالا سنہرا دستور بنا کر انسانیت کو تباہی و بربادی سے محفوظ رکھنے کا فارمولا وضع کر دیا تھا۔۔۔ یورپ کے ولدادگان! اب تو مان لو' اب تو یورپ بھی کہنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ "بہترین علاج پرہیز ہے۔" کچھ لوگوں کے سروں پر عورتوں کو ان کے حقوق دلوانے کا بھوت سوار ہے حالانکہ انہیں عورتوں کے حقوق سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی بلکہ انہیں عورت کی نسوانیت سے غرض ہوتی ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ جب بعض عاقبت نااندیش افراد ہمارے معاشرے میں کسی شریف خاتون کی عزت و آبرو کے ساتھ وحشیانہ کھیل کھیلتے ہیں تو ان لوگوں کی زبان کو تالے اور عمل کو بیڑیاں لگ جاتی ہیں۔ پنجاب کے قصبے میں بعض معصوم خواتین کو وہاں سے بااثر افراد نے مارا پیٹا اور برہنہ کر کے سرعام بازار میں گھمایا مگر وہ دن جائے اور یہ آئے خواتین کے حقوق کے وہ تمام نام نہاد محافظ خاموش ہیں' آخر کیوں؟ کیا وہ خواتین نہیں؟ اگر ہیں تو پھر یہ خاموشی چہ معنی دارد۔

اسی طرح سے بے سہارا خواتین کی ایک بہت بڑی تعداد ہمارے ہر شہر کے ہر چوراہے پر گداگری کرتے ہوئے نظر آتی ہے۔ کیا ان کے کوئی حقوق نہیں' اگر ہیں تو پھر نسوانی حقوق کے یہ ٹھیکیدار وہ حقوق انہیں دلاتے کیوں نہیں؟ کیا خواتین کے حقوق صرف یہی ہیں جب وہ اپنی عمر کے اس مرحلے سے گزر رہی ہوں جسے جوانی کہتے ہیں تو انہیں بطور سیکرٹری اپنے آفس کی زینت بنا لیا جائے' انہیں قومی ائرلائن میں بطور ائیر ہوسٹس رکھ لیا جائے اور انہیں بطور ماڈل پیش کیا جائے۔ رہیں بچاری غریب اور بیوائیں تو انہیں فقط سلائی مشین دے کر ٹرخا دیا جائے اور اس میں بھی اصل غرض اپنی پبلسٹی ہو کیونکہ دوسرے روز اخبارات میں تصاویر آ جاتی ہیں کہ حقوق نسواں کے فلاں ٹھیکیدار' بیواؤں اور نادار خواتین میں سلائی مشینیں

پردہ عورت کیلئے زحمت نہیں' رحمت ہے!

انٹرنیشنل حجاب تحریک کی سربراہ' چیئرپرسن پاکستان ویمن پائلٹ ایسوسی ایشن بیگم شہناز لغاری کے خصوصی انٹرویو سے اقتباس' جو روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہوا

پردے کے بغیر ایک عورت کی کیا وقعت ہے؟ یہ تو سب جانتے ہیں کہ بے پردہ اور بے حجاب عورت کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ مرد اوپر سے اس عورت سے بظاہر ہنس کر بات کرتے ہیں لیکن دل میں کوئی اس کی قدر و منزلت اور عزت و تکریم نہیں ہوتی۔ ہمارے گھر میں شروع سے ہی پردہ موجود تھا۔ جب میں پانچویں جماعت میں پڑھتی تھی تو ٹوپی والا برقعہ پہنا کر مجھے پردہ کرا دیا گیا۔ میری کلاس فیلوز میرا مذاق اڑاتیں اور میرے برقعے کو ٹوپی سے کھینچ کر لے جاتیں لیکن میری ثابت قدمی کے نتیجے میں ایک وقت ایسا آیا کہ میری بے شمار سہیلیوں نے اب چادریں اور برقعے اوڑھ لئے ہیں۔ برقعہ نہ تو رکاوٹ ہے اور نہ زحمت بلکہ یہ تو رحمت ہے۔ آج یونیورسٹیوں اور کالجوں کی لڑکیاں میرے حوالے دیتی ہیں کہ شہناز لغاری برقعہ اوڑھ کر جہاز اڑا سکتی ہیں تو ہم برقعہ اوڑھ کر معمولی کام نہیں کر سکتیں۔

اک بندہ عاصی کی اور اتنی مداراتیں!

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف، حصول برکت و سعادت کا موثر ذریعہ

—— از قلم: نعیم اختر عدنان ——

راقم کی شعوری زندگی کا آغاز قرآن حکیم کی "ترجمہ خوانی" سے ہوا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شاہ عبدالقادرؒ کا بامحاورہ ترجمہ قرآن ہمارے گھر میں موجود تھا جسے میں گاہے گاہے "دیکھتا" رہتا تھا البتہ سورۂ یوسف کا ترجمہ میں اپنی والدہ، بہن اور دیگر اہل خانہ کو باآواز بلند بعد از عشاء سنایا کرتا تھا۔ ایک دن ہماری ایک پڑوسن نے والدہ محترمہ سے ترجمہ قرآن کا نسخہ اس غرض سے عاریتاً لے لیا کہ اس مصحف میں پہلے "فال نامہ" وغیرہ بھی تفصیل سے درج تھا۔ رات کو جب میں حسب معمول ترجمہ قرآن پڑھنے کے لئے بیٹھا تو والدہ ماجدہ نے بتایا کہ قرآن مجید تو پڑوسیوں کے گھر گیا ہوا ہے' یہ ناگہانی اطلاع میرے قلب و ذہن کے لئے ایک صدمے سے کم نہ تھی مگر دفعتاً میرے ذہن میں خیال آیا شاید کہ اس پڑوسن کے گھر قرآن مجید کا مترجم نسخہ موجود ہو۔ چنانچہ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مولانا مودودیؒ کی "تفہیم القرآن" کی پہلی جلد موجود ہے جو حسب طلب میرے ہاتھ آ گئی۔

شاہ عبدالقادرؒ کے مشکل اور پیچیدہ ترجمے سے میٹرک کا طالب علم کیا کچھ اخذ کر سکتا ہے اس کی چنداں وضاحت کی حاجت نہیں۔ البتہ مولانا مودودیؒ کی تفہیم القرآن کے اس اتفاقی تعارف نے قرآن حکیم سے میرے تعلق کو باقاعدہ دلچسپ اور معنی خیز بنا دیا۔ چنانچہ میں نے جاسوسی ناولوں سے بھی زیادہ دلچسپی و وارفتگی کے ساتھ تفہیم القرآن کی پہلی جلد پڑھ ڈالی۔ اپنی آبادی کے ایک صاحب خیر سے مجھے خصوصی فرمائش کرنا پڑی کہ وہ "تفہیم القرآن" کا پورا سیٹ خرید کر میرے ذوق کی تسکین کا سامان بہم پہنچائیں اور اپنے لئے توشہ آخرت کا سامان فراہم کر لیں۔ میری یہ خواہش جلد ہی پوری ہو گئی اور میں تفہیم القرآن کے سمندر میں غوطہ زن تو کیا ہوتا' ڈبکیاں ضرور کھانے لگا مگر اس میں بھی ایک لذت و سرور کا عالم تھا۔

میں تعلیم کے بعد عملی زندگی میں قدم رکھ چکا تھا' گو ابھی محض دو سال کا عرصہ ہی گزرا تھا۔ یہ ۸۱ء کی بات ہے' مال روڈ سے گزرتے ہوئے مسجد شہداء میں پہلی دفعہ نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ نماز ادا کی' علماء کرام کی سی وضع قطع رکھنے والی بارعب شخصیت درس قرآن دینے میں مصروف تھی۔ درس اور مدرس قرآن سے پہلی بار تعارف ہوا۔ درس کا مقام سورۃ العصر تھا جبکہ مدرس ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ تھے۔

محترم ڈاکٹر صاحب سے یہ ابتدائی تعارف تھوڑے عرصے کے بعد ہی اس وقت باقاعدہ رفاقت میں بدل گیا جب مجھے تنظیم اسلامی کے قافلہ سخت جان کا ایک ادنیٰ کارکن بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ وقت کے دریا سے دنوں' ہفتوں' مہینوں اور سالوں کے حساب سے "پانی" بہتا رہا تا آنکہ ۸۴ء میں انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی میں دو سالہ "رجوع الی القرآن کورس" میں شمولیت اختیار کر کے "عربی گرامر اور قرآن فہمی" کی ابتدائی تعلیم سے بہرہ مند ہو گیا۔ ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کو محض ایک دینی سکالر یا مفسر قرآن قرار دینا ہرگز درست نہیں ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب مدظلہ قرآن پر اپنے قلب و ذہن کی کامل ہم آہنگی اور پوری وسعت و گہرائی کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں' انہیں قرآن کے ساتھ عشق کی حد تک لگاؤ ہے۔ قرآن کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کی اس وابستگی کا مشاہدہ کرنے کے بعد ہفت روزہ زندگی کے مدیر اور معروف کالم نگار جناب مجیب الرحمن شامی نے ڈاکٹر صاحب کو "عاشق قرآن" کا لقب دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب قرآن کے عاشق بھی ہیں اور اس کے داعی بھی۔ انہوں نے قرآن کے انقلابی پیغام کو چہار دانگ عالم میں پہنچانے کا گویا بیڑا اٹھا رکھا ہے' وہ اس "صوت ہادی" سے اس وقت کی سیکولر اور نیم مذہبی دنیا کو نہ صرف لرزاں براندام کر رہے ہیں بلکہ دنیا کے "حاضر و موجود" اجتماعی نظاموں سے مسلم امہ کو "بیزار" کر کے پھر سے خلافت کی بنا دنیا میں استوار کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد کی رفاقت اختیار کرنے سے مجھ جیسے عاصی و ادنیٰ کارکن کو قرآن سے دلچسپی پیدا ہوئی اور قرآن مجید کی آیات بینات' آئینہ قلب پر بارہا "نازل" ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔ مسلمان بننے' اور اسی شرف کے ساتھ زندہ رہنے اور اسی پر موت کی آرزو کے خواہش مند اہل ایمان کے لئے علامہ اقبال نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

رمضان المبارک میں دورۂ قرآن کے پروگرام کی کئی بار سعادت حاصل ہوئی تاہم اس دفعہ لاہور غربی فیروز والا میں "دورۂ ترجمہ" کے لئے قرعہ فال جناب حافظ علاء الدین کے نام نکلا... گویا میں دورۂ ترجمہ قرآن کی ذمہ داری نبھانے کی سعادت سے محروم ہو گیا' لیکن نہیں.... اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت میرے نصیب میں بھی لکھی تھی اگرچہ جزوی طور پر ہی سہی' اس سے حصہ ضرور مل گیا۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف سنت نبویؐ ہے لہٰذا اس سنت نبویؐ کی پیروی کا نیت و ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تکمیل کے حالات مہیا فرما دیئے۔ اگرچہ اولاً میرا ارادہ تو اپنے گھر کے بالکل قریب کی مسجد "الفرقان" میں بیٹھنے کا تھا مگر بعض اسباب کی وجہ سے گھر سے قدرے دور "لاثانی مسجد" فیروز والہ کا انتخاب کیا۔ لاثانی مسجد کے احباب کو جب علم ہوا کہ راقم یہاں معتکف ہو رہا ہے تو انہوں نے دلی مسرت اور والہانہ جذبات کا اظہار کیا۔ سحری و افطاری کے طعام کی گھر سے آمد حکماً بند کر دی گئی اور یوں "کامل عشرہ" خدا کے گھر میں واقعی "معزز مہمان" کی حیثیت سے مقیم رہا۔ جناب بشیر احمد بٹ اور جناب غلام محی الدین نے میزبانی کا حق ادا کر دیا۔ بعد نماز فجر آدھ سے پون گھنٹہ کا "درس قرآن" دس دنوں کا معمول بنا رہا' قرآن حکیم کے منتخب نصاب کے منتخب مقامات زیر درس رہے۔ شرکاء درس کی تعداد ۱۲۵ سے ۱۵۰ کے درمیان رہی۔

چار احباب معتکف تھے' جنہیں روزانہ دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام سے متعارف کرایا۔ الحمدللہ دس دنوں میں ۱۱ پارے اور سورۂ کہف مکمل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ بعد نماز عصر سے قبل از مغرب تک ترجمہ قرآن کے پروگرام میں معتکف حضرات کے ساتھ ساتھ باذوق نمازی بھی شریک ہوتے رہے۔ ۲۷ ویں شب کو ختم قرآن کے پروگرام میں "قرآن کی فضیلت و حقوق کے تناظر میں ہمارا کردار" کے موضوع پر تفصیلی خطاب کا موقع ملا۔ بعد ازاں امیر محترم کی کتاب "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" تقسیم کی گئی۔ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے خطاب کی سعادت بھی حاصل ہوئی جس کا موضوع "انفرادی و اجتماعی توبہ کی برکات" تھا۔

دس روزہ اعتکاف کے دوران جس طرح قرآن سے وابستگی کا موقع ملا' لوگوں کو قرآنی دعوت سے روشناس کرانے کی راہیں کھلیں' ان سب کا عملی مشاہدہ معتکف ہو کر ہی کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال دین کی خدمت اگر خلوص و اخلاص کے ساتھ کی جائے اور اس کی دعوت فرقہ بندی کی تنگنائیوں سے ہٹ کر دی جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ نہ صرف عوام الناس میں اس دعوت کی پیاس موجود ہے بلکہ عوام دین کے ایسے مخلص اور سچے داعیوں سے اظہار عقیدت میں بھی بخل سے کام نہیں لیتے۔ میں خود اس کیفیت میں مبتلا رہا ہوں کہ ع "اک بندہ عاصی کی اور اتنی مداراتیں"۔ مسجد کے امام و خطیب قاری محمد سرفراز صاحب اور مسجد کی انتظامیہ کے تمام احباب خصوصی شکریئے کے مستحق ہیں جن کے پرخلوص تعاون سے مسجد میں درس و تدریس کے روح پرور پروگرام منعقد ہو سکے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہمارے تعلق کی بنیادیں
کا خود بھی مطالعہ کیجئے اور اس کو پھیلا کر تعاون علی البر کی سعادت حاصل کیجئے

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں

کراچی سے "گیاہ ضعیف" کا مکتوب

خدائے رحمان کی تخلیق کردہ سمندر کی لہریں صبح وشام ساحل کے کنارے پڑے پتھروں سے پورے زور وشور کے ساتھ پلٹ پلٹ کر آتی ہیں' ٹکراتی ہیں اور بے بسی کے ساتھ واپس چلی جاتی ہیں تاہم مایوس نہیں ہوتیں۔ اپنا یہ عمل پیہم جاری رکھتی ہیں' ہرگز یہ شکوہ نہیں کرتیں کہ ؎

وفا کیسی؟ کہاں کا عشق؟ جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

لیکن ان ساکن پتھروں پر شاذ ہی اثر ہوتا ہے۔ ہم انسانوں کا حال بھی ان پتھروں سے مختلف نہیں' جبھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "پھر ہم نے تمہارے دلوں کو سخت کر دیا کہ وہ پتھروں کی طرح ہو گئے بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت" اللہ تعالیٰ جل شانہ کی آیات ہمیں قدم قدم پر جھنجھوڑتی رہتی ہیں' خواہ وہ آیات جنہیں اس نے ہمارے نفس کے اندر پیدا کر رکھا ہے' خواہ وہ' جو کائنات کے ذرے ذرے میں پھیلی ہوئی ہیں یا وہ آیات قرآنیہ جن کی تلاوت ہم بڑے ذوق وشوق اور اہتمام کے ساتھ کرتے ہیں۔ یہ تمام آیات الٰہیہ ہمیں یاد دہانی کراتی رہتی ہیں کہ اس کائنات کا کوئی پیدا کرنے والا بھی ہے۔ اس نے ایک لگے بندھے نظام کے تحت اس کائنات کو جاری وساری کیا ہوا ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم کے تابع ہے۔ سورج صبح مشرق سے نکلتا اور شام کو مغرب میں غروب ہوتا ہے۔ چاند کو رات کی تاریکی زائل کرنے کے لئے ساری رات چمکتے رہنا ہے۔ پودوں کو اپنے وقت پر اگنا اور اپنے وقت پر مرجھانا ہے۔ بارش کو وہیں برسنا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ حیوانی زندگی کو اپنے وقت پر وجود میں آنا ہے' ایک وقت معین تک زندہ رہنا ہے اور پھر موت سے ہم آغوش ہو جانا ہے لیکن انسان کا حال یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے اسے عقل سلیم کی دولت سے نوازا ہے' علم جیسی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے' خیر وشر کی تمیز اس کے نفس میں ودیعت فرمائی ہے اور کائنات کے ذرے ذرے کو اس کی خدمت پر مامور فرما دیا ہے۔ لیکن وہ ان آیات الٰہیہ کی یاد دہانیوں کا کوئی اثر شاذ ہی قبول کرتا ہے۔ وہ نہ خود اپنے خالق ومالک کی اطاعت پر آمادہ ہوتا ہے اور نہ ہی اس آسمانی نظام کے نفاذ کے لئے اس کے دل میں کوئی تڑپ پیدا ہوتی ہے جو دنیا میں عدل وانصاف کا ضامن ہے۔ اس کی تمام تر توانائیاں فرج وبطن کے تقاضوں کی تکمیل پر صرف ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اشرف المخلوقات بنایا ہے لیکن اسے اپنا یہ اکرام پسند نہیں۔ وہ تو محض ایک معاشرتی حیوان (social animal) بن کر رہ گیا ہے۔ حکمران عوام کی اس کمزوری سے بخوبی آگاہ ہیں۔ لہٰذا وہ بھی اسے مادی ومعاشی ترقی کا سبز باغ دکھاتے رہتے ہیں لیکن یہ محض نعروں کی حد تک ہی ہوتا ہے۔ معاشی سطح پر اگر کوئی ترقی ہو رہی ہے تو اسے ترقی معکوس ہی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اس ترقی کے نتیجے میں انسان مسائل کے انبار میں الجھ کر رہ گیا ہے۔ مسائل کے حل کے لئے اسے دولت چاہئے خواہ وہ کسی بھی ذریعہ سے آئے' خواہ اس کے لئے اسے اپنی جان جوکھوں میں ڈالنا پڑے۔ نتیجتاً وہ اللہ کا بندہ بننے کی بجائے درہم ودینار کا بندہ بن کر رہ گیا ہے' جس کی قسمت میں ہلاکت وبربادی کے سوا اور کچھ نہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس صورتحال کا مداوا کس طرح سے ہو؟ علاج کے لئے مرض کی تشخیص شرط ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ وہ کیا شے ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق کو اوج ثریا کی بلندیوں سے تحت الثریٰ کی پستیوں میں لا پھینکا ہے۔ وہ شے ہے دنیا کی محبت۔ انسان نے دنیا ہی کو اپنی تمام سرگرمیوں کا مرکز ومحور بنا لیا ہے۔ آخرت کی دائمی زندگی اس کے ذہن سے محو ہو کر رہ گئی ہے۔ حب دنیا کا سبب ایمان کی کمزوری ہے۔ اللہ پر ایمان اور اس کے نتیجے میں آخرت کی بازپرس محض ایک عقیدہ کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ شعوری ایمان نامی شے اس میں سرے سے موجود ہی نہیں' اس لئے کہ شعوری ایمان کی دولت صرف قرآن ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ؎

ایمان نہیں وہ جنس جسے لے آئیں دکان فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآن کے سیپاروں میں

آیئے' ساحل سمندر سے چند قدم کے فاصلے پر واقع قرآن اکیڈمی کی مسجد جامع القرآن چلتے ہیں جہاں اللہ کا ایک بندہ صلوٰۃ التراویح کے دوران لوگوں کو آیات قرآنی کے معانی ومطالب سمجھانے میں مصروف عمل ہے۔ اللہ کے سینکڑوں بندے صلوٰۃ التراویح بھی ادا کر رہے ہیں اور اس دوران پڑھی جانے والی آیات کا ترجمہ اور تشریح بھی سن رہے ہیں۔ گویا کہ صحیح معنوں میں قیام اللیل کا حق ادا کرنے میں مصروف ہیں۔ آیئے اس مجلس میں موجود سامعین کا جائزہ لیتے ہیں۔ یہاں اکثریت تو ان لوگوں کی ہے جو اپنے آپ کو دعوت قرآنی کا نمائندہ قرار دیتے ہیں۔ جن کا یہ خیال ہے کہ دعوت قرآنی کے ذریعے ہی ایسے افراد میسر آ سکتے ہیں جن کو منظم کر کے اور قرآنی تربیت سے گزار کر ہی وہ تحریک برپا کی جا سکتی ہے' جس کے نتیجے میں اللہ کی زمین پر اس کے عادلانہ نظام کا قیام ممکن ہے۔ وہ نظام الٰہی جس کے نفاذ کے ذریعے عالم انسانیت کو ہر قسم کے ظلم وجور سے نجات مل سکتی ہے' کروڑوں کی آبادی کے اس شہر میں ان کی تعداد قلیل ہی سہی تاہم غنیمت ہے لیکن تعداد کی یہ کمی خود ان کے لئے لمحہ فکریہ فراہم کرتی ہے۔ انہیں دو نکات پر اپنی توجہ مرکوز کرنی پڑے گی۔ اول یہ کہ اقامت دین کی فرضیت کی جس دعوت کو لے کر وہ کھڑے ہوئے ہیں خود اس پر انہیں یقین کی حد تک ایمان حاصل ہے؟ ثانیاً کیا انہوں نے اس تحریک کے داعی کے اس فلسفہ کو دل سے قبول کیا ہے کہ اپنی توانائیوں اور وسائل کا صرف اتنا ہی حصہ دنیا پر صرف کرنا چاہئے جو انسانی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہیں جب کہ اپنی تمام تر بقیہ توانائیاں اور وسائل اس جدوجہد میں لگا دینے چاہئیں' جسے انہوں نے فرض عین سمجھا ہے؟ اس کے لئے انہیں اپنے طرز زندگی پر تنقیدی نگاہ ڈالنا ہو گی۔ کیا انہوں نے انفرادی سطح پر ممکنہ حد تک اس نظام کو نافذ کیا ہوا ہے جس کے علم بردار بن کر وہ کھڑے ہوئے ہیں؟ کیا انہوں نے معاشرتی سطح پر جاہلی رسومات کو ترک کر کے اپنے گھر والوں کو ستر وحجاب کے اسلامی قوانین کا پابند بنایا ہے؟ کیا معاشی سطح پر اپنے آپ کو جائز وسائل تک محدود کیا ہے؟ کیا وہ حرام اور بڑے بڑے گناہوں سے مجتنب ہیں؟۔

جس انجمن نے اس مبارک پروگرام کا انعقاد کیا ہے اس کے ارکان کو بھی جائزہ لینا چاہئے کہ جس داعی تحریک کو اس کی پیرانہ سالی اور مختلف عوارض میں مبتلا ہونے کے باوجود رات کے ساڑھے آٹھ بجے سے صبح اڑھائی تین بجے تک جس جاں گسل کام میں لگا رکھا ہے اسی کے قول کے مطابق انہوں نے اس انجمن کو اس پوری تحریک کی جڑ بنیاد بنانے میں کوئی کسر تو نہیں اٹھا رکھی۔ کیونکہ جڑ کی مضبوطی ہی اس شجر طیبہ کے برگ وبار کی ضامن بن سکتی ہے۔ اس مبارک مجلس میں سینکڑوں کی تعداد میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جو موسم سرما میں اپنے نرم وگرم بستروں کو چھوڑ کر اور اپنی میٹھی نیند کو تج کر شہر کے مختلف علاقوں سے اس دور دراز علاقے میں آئے۔ خصوصاً خواتین کی بڑی تعداد کی موجودگی انہیں مبارکباد کا مستحق بناتی ہے۔ ان میں اکثریت یقیناً ایسے احباب کی ہو گی جن کو دین کی محبت یہاں کھینچ لائی ہے۔ کچھ ایسے بھی ہوں گے جنہیں داعی تحریک سے عقیدت مندی کے جذبے نے یہاں آنے پر مجبور کیا ہو گا اور کچھ وہ بھی ہوں گے جو محض نیکی کے جذبے کی

تسکین کے لئے آئے ہوں گے۔ جذبہ محرک خواہ کچھ بھی ہو' انہیں اس موقع کو غنیمت جاننا چاہئے۔ ان احباب کی عظیم اکثریت ایسی ہو گی جو خواہی نہ خواہی نظام کے جبر سے مجبور ہو کر اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی میں ملوث ہوں۔ کچھ ایسے بھی ہوں گے جو اس باطل نظام کے ثمرات سے بہرہ ور ہو رہے ہوں گے۔ ان کے لئے داعی تحریک کا یہ پیغام قابل غور ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ان گناہوں کا کفارہ ادا کرنا ہو گا اور وہ کفارہ یہ ہے کہ وہ کسی ایسی جماعت سے منسلک ہو جائیں جو اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے قیام کی جدوجہد میں مصروف کار ہو اور اپنا تن من دھن اس راہ میں لگا اور کھپا دیں۔

ایک ایسے ملک میں جہاں علماء کرام سمیت عوام کی اکثریت نے قرآن کی تلاوت کو محض حصول ثواب اور ایصال ثواب کا ذریعہ سمجھا ہوا ہے' لوگوں کو قرآن کے نزول کے اصل مقصد یعنی حصول ہدایت کی طرف راغب کرنے کی یہ کوشش دراصل اللہ تعالیٰ کی جانب سے شرکاء مجلس کے لئے ایک حجت کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے بعد ان کے پاس کوئی عذر باقی نہیں رہ جاتا جسے وہ اپنی بے عملی کے جواز کے طور پر خالق کائنات کے سامنے پیش کر سکیں گے۔ ان کو حضورؐ کا وہ ارشاد گرامی بھی ہر دم اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے کہ قرآن یا تو ان کے حق میں حجت بنے گا یا ان کے خلاف۔ وقت کا تقاضا ہے کہ حضورؐ کے اس ارشاد گرامی کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے جس میں قرآن کے ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیوں کے ثواب کی بشارت دی گئی ہے۔ بے شک ثواب کے ہم سب محتاج ہیں لیکن قرآنی احکامات پر عمل اہم تر ہے۔ انفرادی سطح پر بھی اور اجتماعی سطح پر بھی اقامت دین کی صورت میں قرآنی احکامات پر صحیح معنوں میں عمل ممکن ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا دین قائم نہیں ہو جاتا' باطل کی حکمرانی جاری رہے گی اور باطل کے اقتدار میں اللہ تعالیٰ کی بندگی اگر انفرادی سطح پر کسی نہ کسی حد تک ممکن ہو' لیکن اجتماعی سطح پر یہ ہرگز ممکن نہیں کیونکہ ؎

باطل کے اقتدار میں تقویٰ کی آرزو
کتنا حسیں فریب ہے جو کھا رہے ہیں ہم

ہماری انفرادی بندگی کا جسے جزوی بندگی ہی قرار دیا جا سکتا ہے' اللہ تعالیٰ سے اجتماعی سرکشی سے ضرب کھا کر صفر بن جانے کا خطرہ اپنی جگہ ایک حقیقت ہے جس کا داعی شعور ضروری ہے۔

آخر میں ایک التماس زبان اور قلم کے ذریعہ داعی کا کردار ادا کرنے والے ہم جیسے مجسم خطاکاروں کو دعاؤں کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تاکہ ہم اس ارشاد ربانی کے مصداق بننے سے محفوظ رہیں کہ

"تم لوگوں کو تو نیکیوں کی تلقین کرتے ہو اور اپنے آپ کو فراموش کر دیتے ہو درآنحالیکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو"

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں کہ ہم خود اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کریں' لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف بلائیں اور اللہ کی بندگی کے نظام کے نفاذ کی جدوجہد میں اپنا تن من دھن لگا دیں۔

تبصرۂ کتب

نام کتاب	:	تحریف بائبل بزبان بائبل (مقدمہ)
مولف	:	مولانا عبداللطیف مسعود
ملنے کا پتہ	:	مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
ناشر	:	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' ملتان
صفحات	:	300
قیمت	:	100 روپے
تاریخ طباعت	:	اکتوبر 97ء
تبصرہ	:	فرقان دانش خان

"تحریف بائبل بزبان بائبل" دراصل اسی موضوع پر ایک ہزار صفحات پر مشتمل گائڈ بک کا مقدمہ ہے۔ جو "مقدمہ ابن خلدون" کی طرح خود ایک مکمل کتاب کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ زیر نظر کتاب میں مولف نے بائبل کے مختلف ایڈیشنوں میں تحریفات اور خیانتوں کو اس انداز میں پیش کیا ہے کہ فطرت سلیمہ رکھنے والے شخص پر الوہیت مسیح' ابنیت اور تثلیث کے عیسائی عقیدوں کی قلعی کھل جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بائبل میں انبیائے کرام علیہما السلام کی تنقیص کے پہلو پر قلم اٹھا کر عیسائیت کے مکروہ عزائم کی نقاب کشائی کی ہے۔ قرآن پاک کی حفاظت اور ختم الرسل حضرت محمد ﷺ کے بارے میں بائبل کی پیشین گوئیوں کی نشاندہی کر کے اسلام کی حقانیت ثابت کی ہے اور سب سے بڑھ کر بائبل میں تحریف کی بائبل ہی سے شہادت دی ہے۔ ساتھ ہی مغربی مفکرین اور بڑے بڑے پادریوں کے اعتراف بھی نقل کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بائبل کے موجودہ ایڈیشن تحریف شدہ ہیں۔ اگرچہ زیر نظر کتاب کے مباحث خالص علمی نوعیت کے ہیں لیکن فاضل مولف نے مختلف حوالوں' رپورٹوں اور بائبل کے تراجم کے اقتباسات کو اس خوبصورتی سے پیش کیا ہے کہ شروع سے آخر تک قاری کی دلچسپی برقرار رہتی ہے۔ امید ہے یہ کتاب پاکستان میں عیسائی مشنری اداروں کی پاکستان میں لوگوں کو گمراہ کرنے والی سرگرمیوں کا جواب بن جائے گی۔ تازہ ترین اعداد و شمار تو مہیا نہیں کیونکہ پاکستان میں مردم شماری پر توجہ نہیں دی جا رہی البتہ پرانی رپورٹوں کے مطابق ۱۹۵۱ء سے ۱۹۸۱ء تک کے ۳۰ سالوں میں عیسائی آبادی میں ۲۰۲ فیصد اضافہ ہوا۔ عیسائی آبادی میں اضافہ کی جہاں اور بہت سی وجوہات ہیں وہاں سماجی اور فلاحی سرگرمیوں کے درپردہ عیسائیت کی تبلیغ کو بھی دخل حاصل ہے۔ ان حالات میں جب کہ حکومت نے انہیں کھلی چھٹی دے رکھی ہے' مولف کا یہ قلمی جہاد قابل تعریف اور اسلام کی بڑی خدمت ہے۔ تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کے لئے بہترین ریفرنس بک ہے۔ "تحریف بائبل بزبان بائبل" دلکش رنگین ٹائیٹل اور خوبصورت جلد کے باعث جاذب نظر ہے۔ کمپوزنگ بھی بہتر ہے تاہم کتابت کی کچھ غلطیاں ہیں جو آئندہ ایڈیشن میں درست کی جانی چاہئیں۔

تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کا مظاہرہ'
حاملہ خواتین کی بے حرمتی کی شدید مذمت

تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی کیمپ کمال آباد راولپنڈی کینٹ میں لگایا گیا۔ اس کیمپ کے دوران امیر تنظیم اسلامی راولپنڈی جناب رؤف اکبر کی زیر قیادت رفقاء تنظیم نے گھر گھر جا کر عوام سے رابطہ کیا اور لوگوں کو یہود اور ہنود کی سازشوں سے آگاہ کیا اور انہیں اسلام اور اسلامی قوانین کو عملی طور پر اپنانے کی دعوت دی۔ کیمپ کے آخر میں ایک مظاہرہ بھی کیا گیا جس کی قیادت غلام مرتضیٰ اعوان ممبر مرکزی شوریٰ تنظیم اسلامی نے کی۔ اس مظاہرے سے ناظم حلقہ شمس الحق اعوان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے اندر بڑھتی ہوئی فحاشی اور عریانی ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پھیلائی جا رہی ہے تاکہ مسلمانوں کے اندر سے غیرت کو ختم کیا جا سکے۔ اس مقصد کے لئے ہسپتالوں کو بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ ہسپتالوں میں گائنی کے کیسوں کو خواتین ڈاکٹر ہونے کے باوجود مرد ڈاکٹروں سے کروائے جا رہے ہیں' جس پر شدید رد عمل عوام کی جانب سے بھی آ رہا ہے۔ حال ہی میں راولپنڈی جنرل ہسپتال میں اسی قسم کا ایک گھناؤنا واقعہ پیش آیا جس کا اظہار 22 جنوری کے نوائے وقت میں شازیہ اشفاق نے کیا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت اس واقعہ کی انکوائری کروائے اور ذمہ دار افراد کا متعلقہ محکمہ محاسبہ کرے تاکہ آئندہ ایسے واقعات نہ ہونے پائیں۔

گوجر خان میں دعوتی سرگرمیاں

12 رمضان المبارک بروز اتوار اسرہ گوجر خان کے رفقاء نے درس قرآن اور افطاری کا اہتمام کیا' راولپنڈی سے محمد طفیل گوندل خصوصی طور پر تشریف لائے۔ جناب محمد شمیم اختر امیر اسرہ صادق آباد (راولپنڈی) نے "دینی فرائض" کے عنوان سے درس قرآن دیا۔ پروگرام میں علماء کرام وکلاء تاجر اور دیگر معززین شہر نے شرکت کی۔ جناب شمیم اختر نے اپنے درس میں کہا کہ دور جاہلیت میں چوری' بدامنی' سود' فحاشی' قتل و غارت جیسی برائیاں معاشرے میں عام تھیں لیکن یہ تمام برائیاں آپؐ نے ختم کر دیں اور ایک پرامن مسلم معاشرہ وجود میں آگیا لیکن آج ہم پھر اس مقام پر کھڑے ہیں کہ دور جاہلیت کی تمام برائیاں ہمارے معاشرے میں رواج پا چکی ہیں۔ دور جاہلیت کی ان برائیوں کو ختم کرنے کے لئے ہمیں وہی راستہ اپنانا پڑے گا جو نبی اکرمؐ نے منتخب فرمایا تھا کہ پہلے اپنے پانچ فٹ کے جسم پر پھر اپنے پانچ' دس مرلے کے مکان میں اسلام کو نافذ کرنا ہے اس کے بعد اس ملک میں دین حق کو غالب و نافذ کرنا ہے اور اس کی روشنی تمام دنیا تک پہنچانی ہے۔
اللہ کا دین تو ضرور غالب ہو گا جس کی تصدیق ہمیں احادیث نبویہؐ سے ملتی ہے لیکن اہم تر بات یہ ہے کہ اس مشن عظیم میں ہمارا کتنا حصہ شامل ہوتا ہے۔
افطاری کے بعد سوال وجواب کا سیشن ہوا۔ اس پروگرام کے انعقاد میں راقم کے علاوہ فاروق حسین' ذوالفقار احمد' اللہ دتہ' شوکت علی اور محمد علی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سب سے زیادہ فراخ دلی کا مظاہرہ نقیب اسرہ گوجر خان جناب ریاض علی ترابی نے کیا جنہوں نے اپنے مکان کا ایک حصہ ہمہ وقت تنظیم اسلامی کے پروگراموں کے لئے وقف کئے رکھا۔ (رپورٹ : ظفر اسلام)

سانحہ ارتحال

تنظیم اسلامی راولپنڈی شہر کے رفیق جناب محمد عمران 12 رمضان المبارک بروز جمعہ المبارک وفات پا گئے ہیں' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف کا چند دن قبل حادثہ ہوا تھا' جس میں مرحوم شدید زخمی ہو گئے تھے۔ قارئین ندائے خلافت سے مرحوم کے لئے دعا مغفرت کی اپیل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ : گوشہ خواتین

تقسیم کر رہے ہیں۔ آخر وہ کون سا نظام زندگی اور دستور ہے جو بیواؤں کے لئے بطور حق صرف ایک عدد سلائی مشین متعین کرتا ہے جس پر عمل کر کے یہ حضرات اپنی ذمہ داریوں سے بزعم خویش نبرد آزما ہو رہے ہیں۔
شریعت محمدیہؐ عورت کو اس مرد سے پردے کا حکم دیتی ہے جو اس کا محرم نہ ہو اور محرم ہر اس رشتے دار کو کہتے ہیں کہ جس سے اس عورت کا نکاح حرام ہو۔ محرم کے ذیل میں مندرجہ رشتہ دار آتے ہیں۔ باپ' بیٹا' بھائی' چچا' ماموں' دادا' نانا' سوتیلا باپ' ماں شریک بھائی' رضاعی بھائی' خسر' بھتیجا' بھانجا۔ یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ چہرہ ہاتھ اور پاؤں یہ عورت کے وہ اعضاء ہیں کہ ان کے علاوہ باقی پورا جسم محرموں سے چھپانا ہر مسلمان عورت پر واجب ہے جبکہ نامحرموں سے پورا جسم مع متذکرہ بالا تینوں اعضاء چھپانا واجب ہے۔ یاد رکھئے ایسا لباس پہن کر محرموں کے سامنے آنے کی اجازت بھی شریعت نہیں دیتی جس میں سے بوجہ باریکی یا بوجہ چست ہونے کے نسوانی اعضا اور جسم ظاہر ہو رہا ہو۔ اسی طرح ہماری بعض بہنیں برقعے کا استعمال اس طور پر کرتی ہیں کہ نقاب چہرے پر اس طرح سے لپیٹا ہوا ہوتا ہے کہ آنکھیں اس میں جھانک رہی ہوتی ہیں یعنی آنکھوں کو نہیں چھپایا جاتا۔ نامحرموں سے پورا چہرہ چھپانے کا حکم ہے' کیا یہ آنکھیں چہرے میں شامل نہیں ہیں؟ اگر ہماری ایسی بہنیں کسی غلط فہمی کا شکار ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ اسے ختم کرتے ہوئے یا تو نقاب کو پورے چہرے پر لٹکا لیا کریں یا نقاب کو اسی کیفیت پر رکھیں مگر ساتھ ہی ساتھ سیاہ شیشوں والے چشموں کا استعمال بھی کریں جیسا کہ ہماری بعض بہنیں کرتی ہیں تاکہ پردہ بھی پورا ہو اور مقصد بھی فوت نہ ہو۔ یہ ذمہ داری صرف عورتوں ہی پر نہیں کہ وہ خود پردے کا اہتمام کریں بلکہ مرد حضرات کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنے گھرانے کی خواتین سے پردہ کرائیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ یہ مردوں کی نادانی ہی کا نتیجہ ہے کہ وہ اپنی خواتین کو بے پردہ گھومنے کی اجازت دیئے ہوئے ہیں ورنہ غیرت ایمانی و قومی تو اس بات کی اجازت کسی مرد کو نہیں دیتی کہ اس کے گھر کی خواتین بے پردہ گھومیں پھریں۔

بقیہ : تجزیہ

قرضوں کا صرف سود اتارنے کے لئے نئے قرض لینے پر مجبور ہو' جو ملک پچاس سال سے سیاسی عدم استحکام کا شکار ہو اور دشمن ملک کا سربراہ یہ پھبتی کسے کہ "میں اتنے کپڑے نہیں بدلتا جتنی پاکستان میں حکومتیں بدلتی ہیں" تو پھر بھی وہ قوم زندہ کہلائے گی۔ اس سب کچھ کے باوجود ہم پاکستان مردہ باد لکھنے والے کی شدید مذمت کریں گے' اسے ناشکرا اور ملامت زدہ قرار دیں گے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان کا مطلب "لا الٰہ الا اللہ" بتانے والی قوم جب درجنوں معبودوں کے حضور سر بسجود ہو کر پاکستان زندہ باد کا زوردار نعرہ لگانے کی کوشش کرتی ہے تو یہ بے بندگی اس کی زندگی کو شرمندگی میں بدل دیتی ہے۔
حیرت کی بات یہ ہے کہ "شریف حکومت" نے اس مذموم حرکت کا قطعی طور پر کوئی نوٹس ہی نہیں لیا۔ حکومت کی طرف سے کوئی رسمی بیان تک اخبارات میں شائع نہیں ہوا یا کم از کم راقم کی نگاہ سے نہیں گزرا۔ حالانکہ دو سویا زیادہ سے زیادہ ڈھائی سو افراد میں سے اس "بدبخت" کو ڈھونڈ نکالنا کوئی ایسا دشوار کام نہیں تھا۔ کیونکہ یہ تو فوری طور پر معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ قومی اسمبلی کا ممبر ہے یا سینٹ کا یا کسی صوبائی اسمبلی کا' کیونکہ ان سب کے ووٹ الگ الگ پول ہوئے تھے۔ پھر آج کے سائنسی دور میں اس کی کسی سابقہ تحریر یا دستخط سے موازنہ کر کے اصل مجرم تک پہنچنا کوئی ایسا دشوار مسئلہ نہیں تھا چاہے اس نے یہ الفاظ کتنے توڑ مروڑ کر کیوں نہ لکھے ہوں لیکن مسلم لیگ کی حکومت شاید قیام پاکستان کے موقعہ پر باچا خان اینڈ کمپنی سے ہونے والی زیادتی کی تلافی پر تلی ہوئی ہے۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۵
سالانہ زرتعاون ۔/۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۴۲۔۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم امہ ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

نئی دہلی میں مسلمانوں پر شیوسینا کے کارکنوں کا حملہ

بھارت کے دارالحکومت نئی دہلی کے مشرقی علاقے میں گزشتہ روز انتہا پسند ہندو تنظیم شیوسینا کے مسلح کارکنوں نے مسلمانوں اور پولیس پر حملہ کر دیا۔ حملے میں ۴۳ پولیس والے شدید زخمی ہو گئے۔ تنازعہ ایک قبرستان کی دیوار بنانے پر پیدا ہوا۔ ایک عدالت نے یہ دیوار بنانے کے لئے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا۔ مسلمان پولیس کے پہرے میں جب دیوار بنا رہے تھے تو شیوسینا کے کارکنوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ علاقے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان شدید کشیدگی موجود ہے۔

پاکستان نے معذرت کی بنگلہ دیشی درخواست مسترد کر دی

دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ ۱۹۷۱ء کے واقعات پر بنگلہ دیش کا پاکستان سے معذرت کا مطالبہ غیر منصفانہ اور بلاجواز ہے۔ ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ اس بحث سے بھارتی جارحیت اور سقوط ڈھاکہ کی تلخ یادیں پھر تازہ ہو جائیں گی جبکہ پاکستان اور بنگلہ دیش کے درمیان ۲۵ سال سے خیرسگالی کے تعلقات ہیں اور دونوں ممالک کے وزراء اعظم کے دوروں سے تعلقات مزید مستحکم ہوئے ہیں۔ ماضی کو دہرانے سے تعلقات پر برا اثر پڑے گا۔

صدام حسین نے ایٹمی حملہ سے محفوظ شہر بسا رکھا ہے

عراق کے صدر صدام حسین نے ایٹمی حملہ سے محفوظ ایک چھوٹا شہر" بسا رکھا ہے جہاں وہ امریکی حملہ کی صورت میں کئی ماہ تک روپوش رہ سکتے ہیں، اس میں زندگی کی ہر سہولت میسر ہے۔ یہ بات عراقی صدر کے پرانے دوستوں نے بتائی جو ان دنوں یورپ میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ صدام حسین نے یہ پناہ گاہ جرمن انجینئروں سے ۱۹۸۰ء میں تعمیر کرائی تھی جب عراق ایران جنگ جاری تھی۔ عراقی صدر زیر زمین پناہ گاہوں کے شائق ہیں۔

لوئیس فرح خان کا دورۂ پاکستان ملتوی

امریکہ میں سیاہ فام "دی نیشن آف اسلام" کے لیڈر لوئیس فرح خان اور ان کا وفد پاکستان کا دورہ کرنا چاہتے تھا مگر وزیر اعظم اور اہم وزراء کی اسلام آباد سے غیر موجودگی اور ۱۱ فروری سے دورۂ چین کے باعث مصروفیات کی بناء پر یہ دورہ کسی مناسب وقت کے لئے ملتوی کرنے کو کہا گیا ہے۔ ترجمان نے کہا کہ لوئیس فرح خاں کسی مناسب وقت پر پاکستانی میزبانوں کی سہولت کو مد نظر رکھ کر دورہ کریں تو ہم ان کا خیر مقدم کریں گے۔ فرح خان امریکہ اور یہودیوں کے خلاف سخت تقاریر کے باعث متعصب خیال کئے جاتے ہیں۔ وہ امریکی حکومت کی ہدایات کے خلاف لیبیا، عراق، ایران، سوڈان سمیت متعدد ایسے ممالک کا دورہ کر چکے ہیں جن سے امریکی حکومت ناراض ہے۔

بابری مسجد کی جگہ مندر بنانے کا اعلان

بھارتیہ جنتا پارٹی نے اپنے انتخابی منشور کا اعلان کر دیا ہے۔ منشور میں کہا گیا ہے کہ وہ برسر اقتدار آ گئی تو بابری مسجد کی جگہ مندر تعمیر کرے گی اور آئین کے آرٹیکل ۳۷۰ میں ترمیم کرے گی جس کی رو سے جموں و کشمیر کو خصوصی حیثیت دی گئی ہے۔ بی جے پی کے اعلان سے اس کے مسلمانوں سے وعدوں کی حقیقت کھل گئی ہے کہ وہ مذہبی تعصب رکھنے والی جماعت نہیں ہے۔ منشور میں کہا گیا ہے کہ آزاد کشمیر سمیت پورا جموں و کشمیر بھارت کا لازمی جزو ہے۔ آئین کا آرٹیکل ۳۷۰ منسوخ کر دیا جائے گا جس کے تحت بھارتی شہریوں کو اس خطے میں جائیداد خریدنے کی اجازت نہیں۔

ایران میں اسلامک ایران سالیڈیرٹی پارٹی کے قیام کی منظوری

ایران کے اعلیٰ افسروں اور ایرانی پارلیمنٹ کے کچھ ارکان نے بتایا ہے کہ انہوں نے ایران کے صدر محمد خاتمی کو درخواست دی تھی کہ انہیں اسلامک ایران سالیڈیرٹی پارٹی کے نام سے ایک سیاسی پارٹی بنانے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ صدر خاتمی نے یہ درخواست منظور کر لی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامک ایران سالیڈیرٹی پارٹی کے نام سے جلد ہی ایک سیاسی پارٹی قائم کر لی جائے گی جو ایران میں اسلامی اقدار کے تحفظ اور ملک کی خوشحالی کیلئے کام کرے گی۔ ۱۹۷۹ء کے اسلامی انقلاب کے بعد یہ پارٹی ایران کی پہلی سیاسی پارٹی ہوگی۔

ملائیشیا کی مسلمان خاتون کی عیسائی مرد سے شادی

ملائشیا میں ایک نوجوان مسلمان عورت عائشہ بخاری کی طرف سے عیسائی مرد کے ساتھ شادی کا معاملہ انتہائی حساس ہو گیا ہے۔ حزب اختلاف کی اسلامی پارٹی نے ملک بھر میں ایک لاکھ پوسٹر تقسیم کئے ہیں جن میں عائشہ بخاری کی نشاندہی کی اپیل کی گئی ہے۔ پارٹی کا کہنا ہے کہ ہم نور عائشہ کی زبان سے سچ سننا چاہتے ہیں۔ ملائشیا کے وزیر اعظم ڈاکٹر مہاتیر محمد نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے جذبات قابو میں رکھیں۔ ہمیں دنیا کو بتانا ہے کہ اسلام ہر مسئلے کو حل کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ ملائشین پیپلز پارٹی کے صدر نے کہا کہ مذہب ایک حساس مسئلہ ہے اور ملائشیا کے عوام اگر مذہب پر سختی سے کاربند نہیں بھی تو وہ کسی مسلمان کو مذہب تبدیل کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

پاکستان کو کمپیوٹر ٹیکنالوجی فروخت کرنے پر پابندی

امریکی انتظامیہ نے پاکستان سمیت کئی ممالک کو نیوکلیائی اسلحہ کی تیاری میں مدد دینے والے کمپیوٹر کی فروخت پر پابندی لگا دی ہے۔ اس سلسلے میں حال ہی میں ایک قانون منظور کیا گیا ہے۔ بیورو آف ایکسپورٹ ایڈمنسٹریشن کے قانون کے مطابق کمپیوٹر بنانے والی کمپنیاں اور حکومت قانون پر عمل کرنے کی پابند ہونگی۔